

# نساز تراویح

سعودی علماء کے فتاویٰ اور حرمین شریفین میں تراویح

تعداد و کثرت ☆ ازالہ مشہدات

تحریر  
ابوحنیفہ نانچ محلہ مہذبہ قمر  
ترجمہ سید انیس کوثر اہلبیت سعودی عرب

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

ترتیب و تدوین

انسے نیلہ قمر

ناشر

ترجمہ و تالیف سید انیس کوثر (النبی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# نماز تراویح

سعودی علماء کے فتاویٰ اور حرمین شریفین میں تراویح  
☆ فضائل و برکات ☆ تعداد رکعات ☆ ازالہ شبہات

☆ تحریر

ابوعدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

☆ ترتیب و تدوین

آنسہ نبیلہ قمر

☆ ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## اشاعت کے دائمی حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

<b>نماز تراویح</b>	نام کتاب
☆ سعودی علماء کے فتاویٰ اور حریم شریفین میں تراویح	
☆ تعداد رکعات ☆ ازالہ شہادت	
ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین	تالیف
نبیلہ قمر اور نادیر قمر	کمپوزنگ
۱۴۲۳ھ ، ۲۰۰۲ء	طبع اول
توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	ناشر

### ❖ ہندوستان میں ملنے کے پتے ❖

1-Tawheed Publications,  
S.R.K.Garden,  
Phone# 26650618  
BANGALORE-560 041  
2-Charminar Book Center  
Charminar Road,  
Shivaji Nagar,  
BANGALORE-560 051

1- توحید پبلیکیشنز، ایس. آر. کے. گارڈن  
فون: ۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱  
2- چارمینار بک سنٹر  
چارمینار روڈ، شیواجی نگر،  
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۵۱  
3- میسور، فون: ۲۳۹۲۱۲۹

Contact: Email to: [tawheed\\_pbs@hotmail.com](mailto:tawheed_pbs@hotmail.com)

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
			1 فہرست مضامین .	3
26	2 عرض مؤلف .	19	6 کی بعض کاوشوں کا مختصر جائزہ .	18
31	3 نماز تراویح کی فضیلت.	20	8 دوسری حدیث .	3
32	4 نماز تراویح کا حکم .	21	8 تیسری حدیث .	32
34	5 پہلی دلیل .	22	9 چوتھی حدیث .	34
37	6 ایک اشکال اور اس کا ازالہ .	23	10 پانچویں حدیث .	37
37	7 دوسری دلیل .	24	11 گیارہ (۱۱) کے عدد کی حکمت .	37
	8 نماز تراویح کی جماعت .	25	13 بیس (۲۰) رکعات تراویح سے متعلقہ روایت کی حقیقت	38
	9 ایک کٹ جتنی کا ازالہ .	16	متعلقہ آثار صحابہ ﷺ کی استنادی	40
	10 اولاً .	18	حیثیت .	40
	11 ثانیاً .	18	حیثیت .	40
	12 رکعات تراویح کی تعداد	27	19 پہلا اثر فاروقی .	41
	13 مسنون عدد تراویح .	28	21 دوسرا اثر فاروقی .	42
	14 پہلی حدیث .	29	21 تیسرا اثر .	43
	15 ایک شبہ کا ازالہ .	30	23 پہلی علت .	43
	16 نماز تراویح، قیام رمضان، قیام اللیل،	31	31 دوسری علت .	44
	صلوٰۃ اللیل اور تہجد .	32	24 تیسری علت .	44
	17 دلائل .	43		

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	نمبر
65	تیسری شہادت .	49	33	شیخ اسماعیل محمد الانصاری کی طرف سے	
66	چوتھی شہادت .	50	45	شیخ البانی کا تعاقب اور اسکی حیثیت .	
66	پانچویں شہادت .	51			
	یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟	52	47	34 چوتھا اثر .	
69	اور کیوں کی؟	48	35	پانچواں اثر .	
	حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو	53	51	36 چھٹا اثر .	
72	کی تحقیقات کا خلاصہ .	52	37	ساتواں اثر .	
73	پہلا حملہ .	54	54	38 آٹھواں اثر .	
73	دوسرا حملہ .	55	55	39 نواں اثر .	
74	تیسرا حملہ .	56	56	40 دسواں اثر .	
74	چوتھا حملہ .	57	56	41 ان تمام آثار کی مجموعی حیثیت .	
	بیس تراویح پر دعوائے اجماع اور	58	57	42 پہلی وجہ .	
74	اسکی حقیقت	57	43	دوسری وجہ .	
75	علامہ مبارکپوری کی تحقیق .	59	58	44 ہفت روزہ الاعتصام میں ایک استفتاء	
75	شیخ البانی کا نظریہ .	60	60	45 مدیر الاعتصام کا نوٹ .	
76	نواب صدیق حسن خاں کا ارشاد .	61	46	شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب	
77	امام شوکانی کا نقطہ نظر .	62	61	محدث جلاپوری کا ایک محققانہ مقالہ	
78	خلاصہ کلام	63	63	47 پہلی شہادت۔	
79	مسئلہ تراویح اور سعودی علماء و مشائخ	64	63	48 دوسری شہادت۔	
80	علامہ ابن باز رحمہ اللہ .	65			

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	نمبر
94	وسعتِ ظرفی .	73	80	علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ .	66
94	نماز تراویح کے بعد دوبارہ جماعت .	74	82	ایک اشکال کا حل .	67
96	سوال .	75	82	مسئلہ تراویح اور سعودی فتویٰ کمیٹی .	68
101	الجواب بعون الوهاب .	76		مسئلہ تراویح اور آئمہ و علماء حرمین	69
	چند تحقیقاتِ علمیہ .	77	83	شریفین .	
108	فیصلہ .	78		آٹھ رکعات تراویح کا ثبوت علماء	70
109	مصادر و مراجع .	79	85	و فقہاء احناف کی کتب سے .	
111	آپ کے لئے خوشخبری۔	80	92	آٹھ اور بیس کے اختلاف سے	71
				نکلنے کا راستہ .	
112	فہرستِ مطبوعات توحید پبلیکیشنز	81	93	ایک لطیفہ .	72



صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“



## عرض مؤلف

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا  
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .  
أَمَّا بَعْدُ :

قارئین کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین کی اردو سروس سے روزانہ اسلامی پروگرام ”دین و دنیا“  
پیش کرنے کی سعادت طویل عرصہ تک حاصل رہی اور ماہ رمضان المبارک میں فضائل و مسائل  
رمضان و روزہ کے ضمن میں دیگر مسائل و احکام کے ساتھ ہی ”مسئلہ تراویح“ بھی آتا رہا ہے۔  
لہذا مختلف مواقع پر اسے مفصل و مختصر انداز سے نشر کیا جاتا رہا۔

اور اب جبکہ ماہ ذوالحجہ 1423ھ (جنوری 2002ء) سے اللہ کی توفیق و عنایت سے سعودی  
ریڈیو مکہ مکرمہ سے ہفتہ وار دینی پروگرام ”اسلام اور ہماری زندگی“ پیش کرنے کا موقع ملا ہے تو  
ماہ رمضان المبارک میں آنے والے چاروں جمعۃ المبارک کو ہم نے اپنے پروگرام کی جو چار  
قسطیں نشر کی ہیں وہ صرف تراویح کے موضوع اور اسی کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں۔

ہمارے ان پروگراموں اور بعض ضروری اضافوں کو ہماری عزیز بیٹیوں نبیلہ قمر اور نادیہ قمر نے  
مل کرنے صرف کتابی شکل میں مرتب و مدون کیا بلکہ اسے کمپوز بھی کر دیا ہے۔ فَجَزَاهُمَا اللَّهُ  
خَيْرًا وَوَفَّقَنَا وَإِيَاهُمَا لِكُلِّ خَيْرٍ وَبِرٍّ وَتَقَبَّلَهُ مِنَّا خَالِصَةً لِرُؤُوسِهِمُ الْكَرِيمِ .

اس کتاب کو قارئین کرام تک پہنچانے میں ہمارے جن احباب نے کسی بھی رنگ میں ہمارے

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ساتھ تعاون کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزاء خیر سے نوازے اور ہمارے اس عمل کو ہمارے اور انکے میزانِ حسنات کا حصہ بنائے۔ آمین .

آپ کی دعاؤں کا طالب	الحکمۃ الکبریٰ، الخیر
ابو عمران محمد منیر قمر نواب الدین	طاق شبّ رمضان
ترجمان سپریم کورٹ، الخیر	ھ 1423/9/23
وداعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد	2002/11/28ء
الخیر، الظہر ان، الدمام	.....
(سعودی عرب)	

### خوشخبری

تمام برادران اسلام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مؤلف کتاب کے ریڈیو اُمّ القیومین (U.A.E) اور سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ کے تمام پروگراموں کے آڈیو کیسٹس اور سیڈیز بھی دستیاب ہیں۔

برائے رابطہ: (1) محمد رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ الخیر فون: 8829292ext2638

(2) مسعود سہیل الجھیل فون: 03-3462702

(3) شاہد ستار sasattar63@yahoo.com

☆ ابوعدنان ☆

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔



## نماز تراویح

جب ماہ رمضان المبارک کا چاند رویت یا شہادت و خبر کی بناء پر ثابت ہو جائے تو وہ رات ماہ رمضان کی پہلی رات شمار ہوتی ہے اور اگر مناسب وقت پر چاند نظر آجائے یا اسکے نظر آجانے کی اطلاع مل جائے تو اسی رات نمازِ عشاء کے بعد نمازِ تراویح کا آغاز ہو جاتا ہے۔

### نماز تراویح کی فضیلت :

رمضان المبارک کی راتوں کا [قیام اللیل] استقدر بارعث اجر و ثواب ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))<sup>۱</sup>

”جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے، خالص اُس کی رضاء جوئی کیلئے

رمضان المبارک کی راتوں کو قیام کیا اسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے گئے۔“

اور بعض احادیث میں ((مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) کے بعد ((وَمَا تَأَخَّرَ)) کے الفاظ بھی ہیں کہ ”اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔“ اور امام منذری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ اضافی الفاظ ((وَمَا تَأَخَّرَ)) مسند احمد میں جید سند کے ساتھ مروی ہیں۔<sup>۲</sup>

### نماز تراویح کا حکم :

قیام رمضان یا نماز تراویح کا ادا کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے، اور اس سلسلہ میں آئمہ و فقہاء مذاہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ لہذا وہ حضرات جو چھٹ

۱۔ بخاری مع الفتح ۴/۲۵۰، مسلم مع النووی ۳/۳۹۱-۳۹۰، الفتح الربانی ترقیب المسند ۳۱۹/۹-۳۲۰، مشکوٰۃ ۱/۶۱۰، صحیح الجامع ۳/۳۳۴-۳۳۳، ارواء الغلیل ۱۴/۲۔

۲۔ بحوالہ بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ۲۲۰/۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

سے فتویٰ داغ دیتے ہیں کہ جس نے تراویح نہ پڑھی اسکا کوئی روزہ نہیں، انھیں اپنے اس قول کی اصلاح کر لینا چاہیے۔ البتہ ماہ رمضان المبارک کے شب و روز انتہائی برکت و فضیلت والے ہیں، لہذا اس ماہ میں صدقہ و خیرات، تلاوت قرآن کریم اور نوافل جس قدر بھی ممکن ہوں کم ہیں۔ لیکن جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے نماز تراویح ادا نہیں کر سکا وہ صبح روزہ رکھ سکتا ہے، اور اسکے روزے میں کسی قسم کا کوئی فرق یا نقص نہیں آتا۔

### پہلی دلیل :

نماز تراویح کی ترغیب دلانے کیلئے اتنی سخت فتویٰ بازی کی بجائے مسنون طریقہ اختیار کرنے میں ہی خیر و برکت ہے اور وہ مسنون طریقہ صحیح بخاری و صحیح مسلم، سنن اربعہ اور مسند احمد میں مذکور ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

(( كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ، فَيَقُولُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ )) ۳

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قیام کرنے [نماز تراویح پڑھنے] کی ترغیب دلایا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں عزمیت [وجوہاً پابندی] کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ”جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اسی کی رضا و خوشنودی کے حصول کی خاطر رمضان کی راتوں کو قیام کیا، اسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے گئے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ سنن نسائی میں قتیبہ نے سفیان کے طریق سے اس حدیث میں (( مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ )) کے بعد (( وَمَا تَأَخَّرَ )) کا اضافہ بھی روایت کیا

۳ بخاری مع الفتح ۲/۲۵۰، مسلم مع النووی ۶/۳۰۶، المنتقی مع النیل ۲/۳۹۳، مشکوٰۃ ۲/۲۰۵، الفتح الربانی ۹/۲۲۰-۲۲۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے کہ سابقہ اور لاحقہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اور انکا کہنا ہے کہ یہ اضافی الفاظ مسند احمد کی ایک روایت میں بھی مروی ہیں۔ [اور انکا یہ اشارہ مسند احمد کی اسی روایت کی طرف ہے جو سابق میں ذکر کی جا چکی ہے، جسے امام منذری رحمہ اللہ نے جید سند والی قرار دیا ہے]۔

حافظ موصوف رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگلے اور پچھلے گناہوں کی مغفرت کے سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جنھیں میں نے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

### ایک اشکال اور اسکا ازالہ :

یہاں ایک اشکال پیش آتا ہے کہ اس اور اس سے پہلی حدیث میں جو اضافی الفاظ (وَمَا تَأَخَّرَ) ہیں کہ ”بعد والے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں“، یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ مغفرت تو تب ہوتی ہے جب پہلے گناہ سرزد ہوا ہو، اور جب ابھی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا تو اس کی پیشگی مغفرت کیسے ہوگی؟

اس اشکال کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکر کر کے مختلف جوابات سے اسکا ازالہ کیا ہے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

① یہ کننا یہ ہے اس بات سے کہ وہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے۔ آئندہ ان سے کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہی نہیں ہوگا۔

② یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے جو بھی گناہ سرزد ہونگے وہ بخش دیئے جائینگے۔ ماوردی اور بعض دیگر اہل علم نے یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت کہ ”اس سے سابقہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں“ اسکی وضاحت اسی جواب سے کی ہے۔

③ آئندہ گناہوں کی بخشش سے مراد یہ ہے کہ ان سے جو بھی فعل سرزد ہوگا، اس پر انکا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اہل بد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے:

((لَعَلَّ اللّٰهَ اَطْلَعَ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ . أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ۶.

”اللہ نے اہل بدر [کے خلوص و ایثار] کو دیکھ کر کہا: [آج کے بعد] جو عمل چاہے کرو، تمہارے لیے جنت واجب کر دی گئی ہے۔ یا فرمایا: تمہاری بخشش کر دی گئی ہے۔“

اس حدیث میں یہی مراد ہے کہ تمہارے آئندہ کے افعال پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا ”جو عمل چاہے کرلو“ یہ ان کی عزت و تکریم کیلئے کہا گیا ہے۔ اور یہ عظمت انھیں ان کے اس عمل کے عوض ملی جو انھوں نے اولین معرکہ حق و باطل میں اعلائے کلمۃ الحق کیلئے سرانجام دیا، جسکے نتیجہ میں ہی ان کے سابقہ تمام گناہ بھی معاف کر دیئے گئے اور وہ اس کے اہل ہو گئے کہ اگر ان سے آئندہ کوئی گناہ سرزد ہوا تو اللہ انھیں وہ بھی بخش دے گا۔

### دوسری دلیل :

نماز تراویح کے سنت ہونے کی دوسری دلیل صحیح بخاری و مسلم، ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

(( صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَوْتِهِ نَاسٌ كَثِيرٌ ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرُوا ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الْفَالِئَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ : قَدْ رَأَيْتُ صَنِيعَكُمْ ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ ، وَ ذَلِكَ فِي رَمَضَانَ )) ۷.

۶ بخاری مع الفتح ۳۰۵/۷۔

۷ للتفصيل: فتح الباری ۳۰۵/۷۔ نیل الاوطار ۵۰/۳۔

۸ مسلم ۲۱/۶۳۔ المنتقى مع النيل ۵۱/۴۳، فقه السنہ ۲۰۶/۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں نماز [تراویح] پڑھی، آپ ﷺ کی اقتداء میں بکثرت لوگوں نے بھی نماز تراویح ادا کی، پھر اگلی رات بھی آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو گیا۔ پھر تیسری رات بھی لوگ جمع ہو گئے، لیکن نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف ہی نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: ”میں نے رات دیکھ لیا تھا کہ تم جمع ہوئے ہو لیکن مجھے باہر آنے سے صرف اس چیز نے روک لیا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے“۔ اور یہ واقعہ ماہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔“

صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک حدیث میں نبی ﷺ کے تین راتوں کو نماز تراویح پڑھانے کا تذکرہ ہے اور آگے مذکور ہے:

(( فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّىٰ خَرَجَ لِلصَّلَاةِ الصُّبْحِ ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، فَتَشَهَّدَ ، ثُمَّ قَالَ :

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانَكُمْ وَ لَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجزُوا عَنْهَا ، فَتُوَفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَيَّ ذَٰلِكَ )) ۹

”جب چوتھی رات آئی تو مسجد نبوی نمازیوں کی کثرت سے تنگ دامانی کا شکار کرنے لگی لیکن آپ ﷺ [باہر تشریف نہ لائے البتہ] جب فجر کیلئے نکلے اور نماز فجر سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر توحید و رسالت کی شہادت کے بعد فرمایا: ”مجھ پر تمہاری حالت پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے یہ خدشہ ہوا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے اور تم اسکی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ [اسلیئے

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

میں باہر نہیں نکلا تھا]، اور نبی ﷺ کی وفات تک نماز تراویح اسی طرح رہی۔“

[یعنی اسکی باقاعدہ جماعت شروع نہ ہوئی کہ صرف ایک ہی امام ہوتا، البتہ مختلف اماموں کے ساتھ جماعت ثابت ہے جیسا کہ اثر فاروقی آگے آ رہا ہے]۔

صحیحین اور دیگر کتب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کی ایک حدیث مروی ہے لیکن آسمیں تین یا چار راتوں کی تعداد مذکور نہیں بلکہ: (( فَصَلَّيْ فِيهَا لَيْلِي )) کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے چند راتیں مسجد میں بنائے گئے حجرہ میں نماز تراویح پڑھی (( حَتَّى اجْتَمِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ )) حتیٰ کہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نماز کیلئے جمع ہو گئے۔<sup>۱۰</sup>

تاہم ان اور اسی موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح سنت ہے، واجب نہیں۔ امام شوکانی نے کسی اختلاف کا تذکرہ کیئے بغیر ہی بات ذکر کی ہے۔<sup>۱۱</sup>  
اور امام نووی نے اس پر اتفاق ذکر کیا ہے۔<sup>۱۲</sup>

### نماز تراویح کی جماعت:

نماز تراویح نہ صرف مشروع بلکہ مستحب و سنت ہے اور اسکے استحباب کا پتہ سابقہ احادیث سے لگ جاتا ہے، خصوصاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے، جس میں ہے:  
(( كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَغَّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ )) .

”نبی ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ عزیمت (وجوب) کا حکم نہیں فرمایا کرتے تھے“ .

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اہل علم کا اس بات پر توافق ہے کہ نماز تراویح مستحب و سنت ہے، البتہ آسمیں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اسکا کیلے اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا کہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا؟ امام مالک، ابو یوسف اور بعض شافعیہ رحمہم اللہ نے کہا

<sup>۱۰</sup> مشکوٰۃ/۱۰۵ - <sup>۱۱</sup> نیل الاوطار ۲/۳۹۳ - <sup>۱۲</sup> شرح مسلم نووی ۳/۶۰۷ -

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے کہ نماز تراویح کا انفرادی طور پر اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے اور امام شافعی، انکے اکثر ساتھیوں، امام احمد، امام ابوحنیفہ، امام ابن المبارک، امام اسحاق بن راہویہ، اور بعض مالکیہ کے نزدیک نماز تراویح کا مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ ۱۳

فریق اول (امام مالک، ابو یوسف اور بعض شافعیہ رحمہم اللہ) کا استدلال بخاری و مسلم، ابوداؤد و نسائی، معجم طبرانی کبیر، مسند احمد اور صحیح ابی عوانہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے جس میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((أَفْضَلُ الصَّلَاةِ ، صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ)).

”فرض نماز کو چھوڑ کر افضل ترین نماز وہ ہے جو آدمی اپنے گھر میں پڑھے“۔ ۱۴

جبکہ فریق ثانی [جمہور اہل علم بشمول امام شافعی، انکے اکثر ساتھیوں، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ رحمہم اللہ] کا استدلال صحیح بخاری، موطن مالک، ابن ابی شیبہ اور طبقات ابن سعد میں وارد عبد الرحمن بن عبد القاری سے مروی تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہے چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں:

(( خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَيْلَةَ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَ يُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلْوَتِهِ الرَّهْطُ ، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيءٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةَ أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلْوَةِ قَارِيئِهِمْ ، فَقَالَ عُمَرُ : نِعَمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ ، وَ الَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا

۱۳۔ ترمذی و التحفہ ۵۳۲/۳ شرح النووی ۳۹۶/۳-۴۰، نیل الاوطار ۲/۳۰۲، فتح الباری ۲۵۲/۴۔

۱۴۔ النووی الضأ و صحیح الجامع ۱/۳۶۶ و نیل و فتح الباری ۴/۳۵۳۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ . يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ . وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ  
أَوَّلَهُ . ۱۵.

”میں رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی بالکل اکیلا ہے اور کسی کے ساتھ چند لوگ بھی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر میں ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنے پر جمع کر دوں تو بہتر ہے، پھر انھوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر جمع کر دیا۔ ایک رات پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ ایک امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یہ نیا انداز اچھا ہے۔ البتہ جو لوگ رات کے پہلے حصہ میں سو جاتے اور آخری حصہ میں اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ پہلے حصہ میں نماز پڑھنے والوں سے افضل ہیں“۔ اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں قیام کیا کرتے تھے“۔

اس اثر میں جو تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم مذکور ہے، اُس سے استدلال کرتے ہوئے فریقِ ثانی نے نماز تراویح کے، مسجد میں باجماعت ادا کرنے کو افضل قرار دیا ہے اور نماز تراویح کے باجماعت ادا کرنے پر ہی مسلمانوں کا عمل چلا آ رہا ہے کیونکہ یہ نماز بھی نمازِ عید کی طرح شعائرِ ظاہرہ میں سے ہے، لہذا نمازِ عید کی طرح ہی اس کا بھی باجماعت ادا کرنا ہی افضل ہوا اور یہی تعاملِ امت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امام کی اقتداء میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے تو یہ دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نماز کو باجماعت پڑھانے کی بناء پر ہے اور پھر

۱۵ بخاری مع الفتح ۲۵۰۴، صلوة التراویح للالبانی مترجم اردو ص: ۵۵-۵۶ ابن ابی شیبہ میں ”نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

آپ ﷺ کا مسلسل جماعت کرانے سے رُک جانا محض اسکے فرض ہو جانے کے خدشہ کی بناء پر تھا جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد باقی نہ رہا، لہذا حضرت فاروق ﷺ کے نزدیک اس کا باجماعت پڑھا جانا ہی راجح ہوا تو انھوں نے اسی پر لوگوں کو جمع کر دیا۔ اس میں ایک تو وحدت امت کا راز پنہاں ہے، دوسرے اکثر نمازیوں کیلئے باجماعت نماز تراویح کا ادا کر لینا اکیلے پڑھنے کی نسبت آسان بھی ہوتا ہے۔ اور حضرت عمر ﷺ کا اکیلے اکیلے تراویح پڑھنے سے باجماعت پڑھنے کو (مثل و بہتر) قرار دینا نبی ﷺ کے عمل مبارک سے استنباط کیا گیا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن التین وغیرہ شراح حدیث سے نقل کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اثر فاروقی کے معاً بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث وارد کی ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں :

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى وَ ذَالِكَ فِي رَمَضَانَ)) .

”نبی ﷺ نے نماز (تراویح) پڑھی اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔“ (اور صحابہ

ﷺ نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی) ۱۶۔

جبکہ امام بخاری کے اس حدیث کو اثر فاروقی کے فوراً بعد وارد کرنے میں بھی شاید یہی راز ہے کہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے نبی ﷺ کے عمل مبارک سے ہی استنباط کیا تھا کہ باجماعت نماز تراویح ہی افضل ہے، اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی ﷺ کا وہ عمل مبارک مذکور ہے۔

## ایک کٹ حجتی کا ازالہ :

حضرت عمر فاروق ﷺ کے اثر میں واردان کے الفاظ: ”نِعَمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ“ سے بعض لوگ

۱۶ بخاری ۲۵۰۶۴۔ ک۱ فتح الباری، بصرہ ۲۵۲/۲ نیز دیکھیے:

صلوة التراویح للالبانی ص: ۳۳-۳۹ مترجم اردو از مولانا محمد صادق صاحب خلیل [فیصل آباد] جسمیں موصوف نے جماعت تراویح کی مشروعیت چھ احادیث سے ثابت کی ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بڑی کٹ چتی کرتے ہیں اور اس کو بنیاد بنا کر بدعات کے ایک انبار کو جواز مہیا کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان الفاظ سے انہوں نے باقاعدہ ایک اصول گھڑ لیا ہے کہ بعض بدعات حسنہ بھی ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

اور بدعت حسنہ و سنیہ کی اس تقسیم کے بعد وہ اپنی ایجاد کردہ بدعات کو جواز مہیا کرتے پھرتے ہیں جو کہ کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے :

**اولاً :** اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ بدعات کی یہ تقسیم ہی صحیح نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو ہی گمراہی اور موجب جہنم قرار دیا ہے، چنانچہ صحیح مسلم، سنن اربعہ، مسند احمد، بیہقی، دارمی اور مستدرک حاکم میں مروی معروف خطبہ مسنونہ (جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین، اور آئمہ دین رحمہم اللہ ہر وعظ و ارشاد کی مجلس میں پڑھا کرتے تھے اور علماء امت آج تک خطبات جمعہ وغیرہ میں پڑھتے چلے آ رہے ہیں) اُس کے آخر میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں :

((وَسَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

”اور بدترین افعال، دین میں داخل کی جانے والی نئی ایجادات ہیں اور ہر ایسی

ایجاد بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے“

اور سنن نسائی و صحیح ابن خذیمہ میں یہ الفاظ بھی ہیں :

((وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) ۱۸۔

”اور ہر گمراہی کا انجام نارِ جہنم ہے“ ۱۹۔

جبکہ تمام بدعات سے بچنے کے بارے میں ابو دائود، ترمذی، ابن ماجہ، مسند

احمد، صحیح ابن حبان اور سنن دارمی میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

۱۸۔ مشکوٰۃ ۵۱/۱۵، خزینۃ صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۴۳-۴۶

۱۹۔ مشکوٰۃ ۵۱/۱۵، شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

((مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ فَسَيَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّينَ ، عَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَ آيَاتِكُمْ وَ مَحَدَّاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ )) .

”تم میں سے جو شخص (تادیر) زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا (ایسے میں) تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ﷺ کا طریقہ مضبوطی سے اپنائے رکھنا اور خبردار! دین میں ایجاد کیے جانے والے نئے امور سے بچ کر رہنا کیونکہ ہر ایسا طریقہ و بدعت گمراہی ہے۔“ ۲۰

ان احادیث سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حسنہ و سنیہ والی تقسیم صحیح نہیں بلکہ ((کُلُّ)) کے لفظ سے نبی ﷺ نے ہر بدعت کو ہی گمراہی و موجب جہنم قرار دیا ہے .

ثانیاً: اس اثر فاروقی سے بدعاتِ حسنہ پر استدلال کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں جو لفظ ((بِدْعَةٌ)) استعمال ہوا ہے وہ اپنے متبادرو معروف معنوں میں نہیں ہے بلکہ یہ تو (مشاکلہ) ہے جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اسکا اصل معنی نہیں بلکہ کوئی دوسرا معنی مراد ہوتا ہے۔ خود قرآن کریم میں اس مشاکلہ کی مثال موجود ہے، چنانچہ سورۃ البقرہ آیت: ۱۳۸ میں ارشادِ الہی ہے :

﴿صِبْغَةَ اللَّهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً﴾

”اللہ کا رنگ [دین اسلام]، اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے؟“

یہاں ﴿صِبْغَةَ﴾ سے اسکا متبادر و معروف لغوی معنی رنگ یا پاؤ ڈر تو نہیں، بلکہ ”دین اسلام“ مراد ہے۔

اسی طرح ہی قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں بدعت سے مراد صرف یہ ہے: ”گزشتہ ایام میں نہ پائی جانے والی چیز کو وجود میں لانا“۔ جبکہ یہ بھی نہیں کہ یہ تراویح کی جماعت سابق میں

۲۰ بحوالہ ریاض الصالحین ص: ۸۷، مراجعہ الارناؤوط -

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بالکلیہ موجود ہی نہیں تھی۔ یہ موجود تھی اور اسکا اجراء اسکے سنتِ رسول ﷺ ہونے کے پیش نظر ہی کیا گیا تھا جیسا کہ تفصیل ذکر کی جا چکی ہے۔ اور یہاں یہ بات بھی ذکر کر دیں کہ نبی ﷺ کے چند دن تراویح کی جماعت کرانے کے بعد اسکی جماعت کو ترک کر دینے سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد پھر عہدِ فاروقی تک دوبارہ کبھی جماعت ہی نہیں ہوئی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسجد میں گروہوں کی شکل میں مختلف آئمہ کی اقتداء میں باجماعت تراویح پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ اثرِ فاروقی کے شروع کے الفاظ: ”وَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَيُصَلِّي بِصَلْوَاتِهِ الرَّهْطُ“ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی اکیلے پڑھتا اور ”کسی کے ساتھ کچھ لوگ ہوتے“۔ البتہ ایک امام کی اقتداء میں باقاعدہ جماعت کی شکل نہیں تھی جیسا کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آخری الفاظ سے پتہ چلتا ہے۔ لہذا نمازِ تراویح کی جماعت کو معروف معنوں میں بدعت کہنا یا سمجھنا ہی صحیح نہیں۔ یہ بدعت تب ہوتی جب اسکا نبی ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ تو دیگر کتب حدیث کے علاوہ خود صحیح بخاری میں نبی ﷺ کی سنت ثابت ہے۔

غرض الفاظِ عمر رضی اللہ عنہم میں وارد لفظِ بدعت از قسم (مشاکلہ) ہے۔ ۲۱

### رکعات تراویح کی تعداد :

نمازِ تراویح کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اس سلسلہ میں موجودہ تعامل تو آپ کے سامنے ہے کہ کوئی آٹھ (8) تراویح اور تین (3) وتر، کل گیارہ (11) رکعتیں پڑھتا ہے، کوئی دس (10) تراویح اور تین (3) وتر، کل تیرہ (13) رکعتیں پڑھتا ہے اور کوئی بیس تراویح (20) اور تین (3) وتر، کل تیس (23) رکعتیں پڑھتا ہے۔

جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں، امام شوکانی نے نیل الاوطار میں، علامہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں اور دیگر آئمہ و فقہاء

۲۱ نیز دیکھیے ہماری کتاب ”قبولیت عمل کی شرائط“ باب ”بدعات کا اجمالی تعارف“ ص: ۱۲۷-۱۳۳ اوص:

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور اہل علم نے اپنی اپنی کتب میں عہدِ خلافتِ راشدہ کے بعد والے مختلف لوگوں سے رکعاتِ تراویح کی مختلف تعداد نقل کی ہے۔ ان میں بغیر وتر کے اور وتر سمیت گیارہ (11) اور تیرہ (13) رکعتیں بھی منقول ہیں اور نمازِ تراویح ہی کی سولہ (16)، بیس (20)، چوبیس (24)، اٹھائیس (28)، چونتیس (34)، چھتیس (36)، اڑتیس (38)، انتالیس (39)، چالیس (40)، اکیالیس (41)، چھیالیس (46)، سینتالیس (47)، اور انچاس (49) رکعتیں بھی منقول ہیں ۲۲۔

ایک عام آدمی رکعاتِ تراویح میں اختلاف کی یہ بھرمار دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ آخر صحیح بات کیا ہے؟ اور اس اختلاف کا حل کیا ہے؟

ان عرب ممالک اور خلیجی ریاستوں میں تو وتروں سمیت تیرہ رکعتوں کا بھی رواج ہے، جسمیں دراصل نمازِ عشاء کی آخری دو سنتیں یا فجر کی پہلی دو سنتیں یا محض دو افتتاحی رکعتیں شامل ہوتی ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری (حوالہ سابقہ) تحفة الاحوذی (حوالہ سابقہ)، شرح النووی علیٰ مسلم (۲۱۰۶/۶۳)، صلوة التراویح للالبانی (ص: 30-32 مترجم) اور فتح الملہم مولانا شبیر احمد عثمانی (۲۸۸/۲)، میں تفصیل مذکور ہے۔

ہمارے برصغیر کے ممالک پاک و ہند وغیرہ میں صرف دو ہی عدد معروف ہیں: ایک وتروں سمیت گیارہ (11) رکعات یعنی آٹھ (7) تراویح، اور دوسرا وتروں سمیت تیس (23) رکعات یعنی بیس (20) تراویح، اور ان ہر دو نظریہ کے قائلین علماء نے اپنا اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے آج تک میٹھا رکتا ہیں، رسالے اور مضامین و مقالے لکھے ہیں اور فریقین نے ہی اپنی اپنی بات منوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ لیکن عوام الناس کے نزدیک آج بھی یہ سوال باقی ہے کہ آخر صحیح بات اور عددِ مسنون کیا ہے؟ اور فقہاء مذاہب کے مابین پائے

۲۲ دیکھئے: فتح الباری ۲/۲۵۳-۲۵۳، عمدۃ القاری ۲/۷۷-۷۷، ۱۷۸-۱۷۸، نیل الاوطار ۳/۲۴-۲۴، تحفة الاحوذی ۳/۵۲۲-۵۲۲، مجالس شہر رمضان للعثمینی ص: ۱۸-۱۹

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

جانے والے اس اختلاف کا حل کیا ہے؟

### مسنون عدد تراویح:

ہم یہاں گیارہ (11) سے لیکر انچاس (49) رکعات تراویح کے سلسلہ میں پائے جانے والے اقوال، انکے دلائل اور توجیہات کے تذکرہ سے بات کو طول نہیں دینا چاہتے، اہل علم اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں، ہمارے سامنے صرف ایک ہی نقطہ ہے، اور ہم اسے ہی زیر بحث لارہے ہیں اور وہ نقطہ ایک سوال ہے کہ حدیث رسول ﷺ اور آثار صحابہؓ کی روشنی میں نماز تراویح کا مسنون عدد یا مسنون نماز تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں؟

### پہلی حدیث:

اس سلسلہ میں جو احادیث ملتی ہیں ان میں سے پہلی حدیث صحیح بخاری و مسلم، ابو دائود و ترمذی، نسائی و مسند احمد، ابی عوانہ و مؤطا مالک اور سنن بیہقی میں ہے جس میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمنؓ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ الرَّسُولِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ

عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً... الخ))

”انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ماہ رمضان (کی راتوں) میں نبی ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: آپ ﷺ رمضان یا کسی دوسرے مہینے میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے...“ ۲۳

یہ گیارہ رکعتیں تین وتروں سمیت ہیں اور ان میں تراویح کی تعداد صرف آٹھ (8) رکعتیں ہے جیسا کہ خود اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

۲۳ بخاری مع الفتح ۳/۳۳۳ کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ و ۲۵۱/۴، مسلم مع نووی ۱۷/۶۱۳، کتاب صلوة التراویح للالبانی ص: ۳۰ مترجم اردو .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

((يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِيْنَ وَ طَوْلِيْنَ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا

تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِيْنَ وَ طَوْلِيْنَ ثُمَّ يُصَلِّيْ فَلَا نَأ... الخ))

”آپ ﷺ چار (4) رکعتیں پڑھتے جن کے طول اور حسن کا مت پوچھو

، پھر آپ ﷺ چار (4) رکعتیں پڑھتے جن کے طول و حسن کے بھی کیا کہنے،

اور پھر تین رکعتیں [وتر] پڑھتے تھے“ ۲۴

صحیحین وغیرہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے قیام اللیل، قیام رمضان، صلوة اللیل، تہجد یا تراویح کی تعداد آٹھ (8) رکعتیں اور تین (3) وتر، کل گیارہ (11) رکعتیں تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ جائز تو ہے لیکن (مستحب) یہی ہے کہ چار رکعتوں کو دو سلاموں کے ساتھ یعنی دو دو کر کے پڑھا جائے، کیونکہ نبی ﷺ کا عام معمول اور معروف طرز عمل یہی تھا، اور صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((صَلَوَةُ اللَّيْلِ مَثْنِيْ مَثْنِيْ)) ”رات کی [نفلی] نماز دو دو رکعتیں ہے“ ۲۵

① اس حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے، اور امام نووی نے یہی موقف اختیار کیا ہے، اور شافعیہ کے ساتھ ساتھ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح کی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا جائز ہی نہیں ۲۶

سماعۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ چار رکعتوں والی حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سلام ہر دو رکعتوں کے بعد ہی پھیرتے تھے نہ کہ چار رکعتیں مسلسل پڑھنے کے بعد، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((صَلَوَةُ اللَّيْلِ مَثْنِيْ مَثْنِيْ)) ”رات کی نفل نماز دو دو رکعتیں ہے“ ۲۷

۲۴ حوالہ جات سابقہ . ۲۵ مسلم ۵۱۶/۱-۵۱۹، طبرانی بحوالہ صحیح الجامع ۲/۳۶۱-۲۵۶

۲۶ الفقہ علی المذاهب الاربعہ، شرح مسلم ۳/۶۳۰ . ۲۷ دیکھیے تخریج: ۲۵-

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

(( كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ )) .

”نبی ﷺ رات کو دو دو رکعتیں کر کے دس رکعات پڑھا کرتے تھے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے تھے“ - ۲۸

② اور اسی معنی و مفہوم کی کئی احادیث ہیں اور مختلف احادیث ایک دوسرے کی تفسیر بیان کرتی ہیں - ۲۹

### ایک شبہ کا ازالہ :

یہاں یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ یہ تو نبی ﷺ کی نماز تہجد یا قیام اللیل کی رکعتیں تھیں نہ کہ نماز تراویح کی -

③ جبکہ اس اعتراض کا جواب یا اس شبہ کا ازالہ اس طرح ممکن ہے جو کہ اسی حدیث کے اندر ہی موجود بھی ہے کہ راوی نے قیام رمضان یا مرویہ اصطلاح کی رو سے نماز تراویح کے بارے میں سوال کیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے جواب بھی اُسی کے بارے میں دیا۔ اور اہل علم کے مابین اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ بقیہ مہینوں کی نماز تہجد ہی رمضان المبارک کی نماز تراویح ہے۔ کیونکہ رمضان شریف میں اس نماز تراویح کے علاوہ تہجد پڑھنا نبی ﷺ سے کسی حدیث میں ثابت نہیں، اور اسی بات کی صراحت ممتاز حنفی عالم علامہ نور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فیض الباری اور تقریر ترمذی [عرف الشذی] میں کی ہے۔ ۳۰

۲۸ متفق علیہ

۲۹ فتاویٰ الصیام لابن باز، ص: ۸۷ جمع و ترتیب: محمد المسند

۳۰ العرف الشذی ص: ۳۰۹، اور بعض طباعتوں میں ص: ۳۲۹، و فیض الباری ۲/۴۲۰، و للتفصیل: صلوة التراویح للالبانی ص: ۳۲-۳۳ اردو

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## نماز تراویح، قیام رمضان، قیام اللیل، صلوٰۃ اللیل اور تہجد :

یہ پانچوں نام ایک ہی نماز کے ہیں، سال کے گیارے مہینوں میں جو نماز دوسرے تین ناموں سے پڑھی جاتی ہے، اسے ہی ماہ رمضان میں تراویح یا قیام رمضان کے نام سے ادا کیا جاتا ہے، اور جن تین راتوں میں نبی ﷺ نے نماز تراویح کی جماعت کروائی تھی ان راتوں میں الگ سے تہجد کے نام سے نبی ﷺ کا قیام اللیل ادا کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کے تراویح کی جماعت سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت ہی نہیں بچا تھا کہ کوئی دوسری متعدد رکعتوں والی نماز پڑھی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اور دیگر محدثین کرام نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی قیام اللیل یا تہجد کی گیارہ رکعتوں والی نماز پر مشتمل حدیث کو کتاب التراویح میں ذکر کیا ہے۔

### دلائل :

① اس نماز تراویح کے ہی تہجد ہونے، نبی ﷺ کے ماہ رمضان میں تہجد کی جگہ صرف تراویح ہی پڑھنے اور تہجد کے نام سے دوسری کوئی نماز نہ پڑھنے کی کئی دلائل ہیں۔ اس کی ایک واضح دلیل وہ حدیث ہے جس میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں تیسویں (23) روزے تک قیام نہیں کروایا اور اس رات جب قیام کروایا تو اتنی لمبی قراءت فرمائی کہ پہلی رات کا ایک تہائی حصہ اور دوسری رات کا آدھا حصہ قیام میں ہی گزر گیا..... اور تیسری رات جب آپ ﷺ نے قیام کی جماعت کروائی تو اتنی لمبی تلاوت فرمائی:

((حَتَّىٰ تَخَوْفُنَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاخُ قُلْتُ: مَا الْفَلَاخُ؟ قَالَ:

السُّحُورُ)) ۳۱

۳۱ ابو داؤد، حدیث: ۱۳۶۲، ترمذی، حدیث: ۷۸۷، نسائی، حدیث: ۱۳۶۲، صحیح ابن حبان، حدیث: ۲۵۳۸، صحیح ابن خزیمہ ۳/۳۳۸، حدیث: ۲۲۰۶۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”حتیٰ کہ ہم ڈر گئے کہ آج کہیں ہم [فلاح] سے ہی نہ رہ جائیں، میں نے عرض

کیا کہ [فلاح] سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: سحری کھانا“۔

یہ الفاظ صحیح ابن خزیمہ کے ہیں، جنھوں نے اسے صحیح السنن قرار دیا ہے، ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی نے انکے صحیح کہنے کو برقرار رکھا ہے۔ ۳۲

② نبی ﷺ نے تین روز صحابہ کرام کو تراویح پڑھائی اور پھر یہ سلسلہ بند کر دیا اور اسکا سبب بعض روایات میں یہ بیان فرمایا:

((وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعَجَزُوا

عَنْهَا)) ۳۳

”لیکن مجھے خدشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ اللیل فرض نہ کر دی جائے اور تم اس

سے عاجز رہ جاؤ“۔

جبکہ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ اللَّيْلِ هَذَا الشَّهْرِ)) ۳۴

”مجھے خدشہ ہوا کہ اس ماہ کا قیام کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے“۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان راتوں میں جس نماز کی جماعت نبی ﷺ نے کروائی تھی وہ تراویح ہی تھی۔ اور ایسے ہی ان احادیث صحیحہ کی بعض روایات میں ((صَلَاةُ اللَّيْلِ)) اور ((قِيَامُ هَذَا الشَّهْرِ)) بھی کہا گیا ہے۔

تو گویا تراویح ہی رمضان میں صلوٰۃ اللیل اور تہجد بھی ہے۔

③ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی نماز تہجد و تراویح کو ایک ہی سمجھتے تھے اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں تراویح پڑھتے تھے جبکہ وہ رات کے آخری حصہ میں تراویح پڑھا کرتے تھے مگر صرف ایک ہی مرتبہ جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیری حنفی نے تفصیل ذکر کی ہے۔ ۳۵

۳۲ دیکھیے: صحیح ابن خزیمہ ۳۳۸/۳ تحقیق الاعظمی - ۳۳ فتح الملہم ۳۲۲/۲

۳۴ فیض الباری ۲۲۹/۲

۳۵ فتح الملہم ایضاً۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

④ علامہ کشمیری حنفی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر مروزی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض علماء سلف کا کہنا ہے کہ جو شخص تراویح پڑھے اسے پھر تہجد نہیں پڑھنی چاہیے اور بعض علماء نے مطلق نوافل کی اجازت دی ہے، اور آگے لکھتے ہیں کہ علماء سلف کا یہ اختلاف رائے بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔ ۳۶

### تہجد و تراویح میں فرق ثابت کرنے کی بعض کاوشوں کا مختصر جائزہ:

سابقہ دلائل کی روشنی میں انصاف و دیانت کے ساتھ غور کرنے پر واضح ہو جاتا ہے کہ تہجد و تراویح دونوں نام ایک ہی نماز کے ہیں، تاہم بعض حضرات بڑے شد و مدد سے دونوں میں فرق کرنے کے قائل ہیں اور اس فرق کو نمایاں کرنے کیلئے بعض نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے، جن کی حقیقت کو واضح گاف کرتے ہوئے ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری (جامعہ سلفیہ بنارس) لکھتے ہیں:

① ایک فرق یہ بتلایا جاتا ہے کہ تراویح شروع رات میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد اخیر رات میں۔

مگر یہ محض غلط فہمی ہے۔ تہجد اور تراویح کا وقت بالکل ایک ہے یعنی نمازِ عشاء کے بعد سے فجر کے پہلے تک۔ چنانچہ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان مروی ہے :

” رسول اللہ ﷺ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر تک کے وقفہ میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے“

اور دوسری روایت میں انہوں نے اس کی تفصیل یہ بتائی ہے :

” آپ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں تہجد کی نماز پڑھی ہے۔ کبھی شروع رات میں، کبھی درمیان رات میں، اور کبھی اخیر رات میں“۔ ۳۷

۳۷ صحیح مسلم ۲۵۵۱ وغیرہ۔

۳۶ فیض الباری ۲/۲۴۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے :

” ہم نبی ﷺ کو رات کے جس کسی حصہ میں سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے،

دیکھ سکتے تھے۔ اور نماز کی حالت میں دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے تھے “ ۳۸۔

یعنی آپ ﷺ نے تہجد کے لیے رات کا کوئی حصہ مثلاً ابتدائی یا درمیانی یا آخری مخصوص نہیں کر رکھا تھا، بلکہ رات کے جس حصہ میں کسی روز نماز پڑھتے، اسی حصہ میں کسی روز سوتے تھے۔ اس طرح چند روز مسلسل آپ کو دیکھا جاتا تو رات کے ہر حصہ میں کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہوئے دیکھا جاسکتا تھا۔

بجینہ یہی معاملہ تراویح کا ہے کہ اسے رات کے جس حصہ میں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ عام لوگ سہولت کیلئے شروع رات میں پڑھتے تھے، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہما خیر رات میں پڑھتے تھے، نبی ﷺ نے تیسری رات اور بعد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کبھی کبھی اسے سحری تک طول دے دیا تھا۔

② تہجد اور تراویح میں ایک دوسرا فرق یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ نماز تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور تہجد بلا جماعت۔

مگر یہ بھی صحیح نہیں ہے، دونوں ہی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں اور بلا جماعت بھی۔ تہجد میں نبی ﷺ کے ساتھ دوسروں کی شرکت کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شریک تھے۔ ایک بار حضرت حدیفہ، ایک بار حضرت ابن مسعود اور ایک بار حضرت جابر رضی اللہ عنہم۔ ۳۹۔

تراویح کی نماز بھی نبی ﷺ نے صرف تین رات جماعت سے پڑھائی، اس کے بعد فرضیت کے اندیشہ سے جماعت موقوف کر دی۔ اور گھروں میں پڑھنے کا مشورہ دیا، اس پر خلافت فاروقی کے ابتدائی دور تک عمل ہوتا رہا۔ ۴۰ یعنی رسول اللہ ﷺ کے حسب مشورہ

۳۸ نسائی، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صحیح بخاری میں بھی ہے، دیکھیے:

حاشیہ مشکوٰۃ ۲۷۹/۱ - ۳۹ صحیح مسلم ۱۶۰-۱۶۲ - ۴۰ صحیح بخاری ۱۴۷-۱۹۸۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صحابہ ﷺ اپنے اپنے گھروں میں بلاجماعت تراویح پڑھتے رہے۔ بلکہ جو حضرات مسجد نبوی ﷺ میں آتے تھے، ان میں بھی کوئی اکیلا پڑھتا تھا۔ اور کسی کے پیچھے چند افراد کی ایک ٹولی کھڑی ہو جاتی تھی۔ ایک ہی نماز ایک ہی مسجد میں مختلف ٹولیوں کے اندر بٹ کر پڑھنے میں کئی خطرات مضمر ہو سکتے تھے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے مسجد میں آنے والوں کو ایک ہی امام کے تحت جمع کر دیا۔ کیونکہ اب فرضیت کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اور نبی ﷺ کی مطلوبہ مصلحت پوری ہو چکی تھی۔ لیکن خود حضرت عمرؓ اور بعض دیگر حضرات بھی اس جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ انہی رات میں تراویح پڑھنا افضل سمجھتے تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تراویح کیلئے جماعت نہ ضروری ہے نہ اہم، اسے باجماعت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بلاجماعت بھی۔ اور عینہ یہی حکم تہجد کا بھی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ایک ہی نماز کسی زمانہ میں جماعت سے اور کسی زمانہ میں بلاجماعت پڑھی جائے تو محض باجماعت اور بلاجماعت کے فرق سے وہ دونوں دو الگ الگ نمازیں نہیں ہو جاتیں۔ آخر وتر کی نماز بھی گیارہ مہینہ بلاجماعت پڑھی جاتی ہے اور رمضان میں جماعت کے ساتھ۔ لیکن کیا کوئی اس بات کا قائل ہے کہ گیارہ مہینے تو یہ وتر ہے اور رمضان میں وتر نہیں بلکہ کچھ اور ہے؟

⑤ تہجد اور تراویح میں تیسرا فرق یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ تہجد کی مشروعیت نص قرآنی سے ہوئی ہے۔

﴿ فَتَهَجِدُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ﴾ . (بنی اسرائیل: ۷۹)۔

”رات کے کچھ حصہ میں [تہجد کی نمازیں] قرآن پڑھیں [“

اور: ﴿ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾۔ (الزمر: ۲)۔

”رات کو قیام کرو مگر تھوڑی رات میں“۔

اور تراویح کی مسنونیت احادیث سے ہوئی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ)).

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”میں نے رمضان کے قیام کو مسنون کیا“۔ ۴۱

مگر یہ استدلال بھی غلط نہیں پڑتی ہے۔ مذکورہ دونوں آیتوں سے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ تہجد اور قیام اللیل دونوں ایک ہی نماز کے نام ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قیام اللیل کی مشروعیت نص قرآنی سے ہو رہی ہے وہ رمضان اور غیر رمضان دونوں کو شامل ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے:

((جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا))۔ ۴۲

”اللہ نے اس [رمضان] کا روزہ فرض کیا ہے اور اس کا قیام نفل بنایا ہے“۔

اب ((سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ)) والی حدیث کو لیں۔ اس میں تراویح کا لفظ نہیں ہے بلکہ [قِيَامَهُ] قیام رمضان کا لفظ ہے اور نص قرآنی قیام رمضان کو بھی شامل ہے۔ اور جب قیام رمضان ہی کا نام تراویح ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نص قرآنی اس کو شامل نہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تراویح کی مشروعیت نص قرآنی ہی سے ہوئی ہے۔

رہی ((سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ)) والی حدیث تو یہ سخت ضعیف ہے۔ اس کے ایک راوی نصر بن شیبان کے متعلق ابن معین کا ارشاد ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں۔ امام بخاری اور امام دارقطنی نے بھی اس کی اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔ ۴۳ پھر یہ حدیث مذکورہ سابقہ حدیث کے معارض و مخالف بھی ہے، لیکن اس کے باوجود اگر اسے لائق اعتبار مان بھی لیں تو یاد رہے کہ شارعِ حقیتہ اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے نبی ﷺ کی طرف قیام رمضان کی نسبت مشروعیت کے اعتبار سے نہیں، بلکہ صرف اس اعتبار سے ہے کہ آپ ﷺ نے عام تہجد کے مقابلہ میں اس کی طرف زیادہ توجہ اور شوق دلایا ہے۔ اس کے فضائل و برکات بیان کیے ہیں۔ تعداد رکعات اور

۴۱ نسائی، یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ کچھ تفصیل آگے آرہی ہے۔

۴۲ سنن کبریٰ بیہقی بسد ضعیف جیسا کہ شیخ البانی نے لکھا ہے، حاشیہ مشکوٰۃ ۶۱۳/۱۔

۴۳ تہذیب التہذیب ۴۳۸/۱۰، میزان الاعتدال ۲۳۴/۳-۲۳۳-۲۳۴

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

کیفیتِ ادا وغیرہ کی تفصیلات بتائی ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ قیامِ لیلۃ القدر کی مشروعیت اور مسنونیت کا ذکر خصوصی طور پر قیامِ رمضان سے الگ کیا گیا ہے، مگر کوئی نہیں کہتا کہ لیلۃ القدر کی نماز عام قیامِ رمضان سے جدا کوئی نماز ہے۔ اسی طرح قیامِ رمضان [تراویح] کا ذکر تہجد سے الگ ہو جانے کی وجہ سے وہ کوئی جدا نماز نہیں بن جاتی۔

آئیے! اس سلسلہ میں مولانا نور شاہ کشمیری کا ایک جامع بیان پڑھیے! وہ لکھتے ہیں:

(قَالَ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّرَاوِيحَ وَ صَلَاةَ اللَّيْلِ نَوْعَانِ مُخْتَلِفَانِ وَ الْمُخْتَارُ عِنْدِي أَنَّهُمَا وَاحِدٌ وَ إِنِ اخْتَلَفَتْ صِفَتُهُمَا... وَ جَعَلُ اخْتِلَافِ الصِّفَاتِ دَلِيلًا عَلَى اخْتِلَافِ نَوْعِيهِمَا لَيْسَ بِجَدِيدٍ عِنْدِي، بَلْ كَانَتْ تِلْكَ صَلَاةً وَاحِدَةً إِذَا تَقَدَّمَ سُمِّيَتْ بِاسْمِ التَّرَاوِيحِ وَ إِذَا تَأَخَّرَتْ سُمِّيَتْ بِاسْمِ التَّهْجِيدِ، وَ لَا بَدْعَ فِي تَسْمِيَّتِهَا بِاسْمَيْنِ عِنْدَ تَغَايُرِ الْوُضُفَيْنِ، فَإِنَّهُ لَا حَرَجَ فِي التَّغَايُرِ الْإِسْمِيِّ إِذَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَ إِنَّمَا يَنْبُتُ تَغَايُرُ النُّوعَيْنِ إِذَا اثْبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى التَّهْجِيدَ مَعَ إِقَامَتِهِ بِالتَّرَاوِيحِ) ۴۴

”یعنی عام طور پر علماء [حنفیہ] یہ کہتے ہیں کہ تراویح اور صلوة اللیل [تہجد] دو مختلف النوع نمازیں ہیں۔ لیکن میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہیں۔ اگرچہ ان دونوں کے اوصاف میں کچھ اختلاف ہے..... مگر صفات کے اختلاف کو نوعی اختلاف کی دلیل بنانا میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔ اول شب میں پڑھی گئی تو اس کا نام تراویح ہوا۔ اور آخر شب میں ادا کی گئی تو اس کا

۴۴ فیض الباری ۲/۴۲۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

نام تہجد ہوا۔ اور جب ان دونوں کے اوصاف میں کچھ اختلاف بھی ہے تو اس لحاظ سے اگر اس کے دو نام ہوں تو کیا تعجب ہے؟ ہاں! ان دونوں نمازوں کا متغائر النوع ہونا اس وقت ثابت ہوگا جب یہ ثابت ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح کے ساتھ ساتھ نماز تہجد بھی ادا فرمائی تھی۔“

مولانا نور شاہ کا بیان آپ نے پڑھ لیا، جن کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے :

”اس ائمت میں انکا وجود اسلام کی صداقت کی دلیل اور مستقل معجزہ ہے۔“ ۴۵

اب مزید اطمینان کیلئے مولانا رشید احمد گنگوہی کا بیان بھی پڑھیے :

”براہیل علم پوشیدہ نیست کے قیامِ رمضان اور قیامِ اللیل فی الواقع یک نماز است کہ در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شد، و هنوز عزیمت در ادائش آخرب شب است..... نزدیک ہوں قائل فرضیت تہجد بر آں حضرت ﷺ تراویح نفس تہجد است علی التحقیق..... و برائے کسے کہ تہجد را بر آنحضرت ﷺ منسوخ گوید چنانچہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہست رواہ مسلم فی صحیحہ پس مواظبت تہجد دلیل سنت مؤکدہ خواهد بود، و دلائل قولیہ ناظر استحباب، مگر تہجد رمضان کہ تراویح سنت بدلیل قول سنت مؤکدہ خواهد ماند۔“ ۴۶

”اہل علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ قیامِ رمضان [تراویح] اور قیامِ اللیل [تہجد] فی الواقع دونوں ایک ہی نماز ہیں۔ جو رمضان میں مسلمانوں کی آسانی کیلئے اول شب میں مقرر کر دی گئی ہے۔ مگر اب بھی عزیمت اسی میں ہے کہ آخر شب میں ادا کی جائے..... جو لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں تہجد کی فرضیت کے قائل ہیں انکے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ تراویح عین تہجد ہے..... اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تہجد کی فرضیت رسول اللہ ﷺ کے حق میں بھی منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ تو ان کے مسلک کے مطابق تہجد پر آنحضرت ﷺ کی

۴۵ الفرقان بریلی، صفر ۱۳۷۲ھ - ۴۶ ۶ لطائف قاسمیہ ص: ۱۳ - ۷ اکتوب سوم۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

مواظبت اسکے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور قوی حدیثیں استحباب پر دلالت کریں گی۔ مگر رمضان کی تہجد جو عین تراویح ہے، دلیل قوی کی بنا پر سنت مؤکدہ ہی رہے گی۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ ماہ رمضان کے تہجد ہی کا نام تراویح ہے۔ اسیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں رات کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، اس سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر تراویح کی تعداد گیارہ رکعت مسنون ثابت ہوتی ہے۔

### دوسری حدیث:

نماز تراویح کے مسنون عدد کے تعین پر دلالت کرنے والی دوسری حدیث معجم طبرانی صغیر، قیام اللیل مروزی، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے، جسمیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((صَلَّىٰ بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ)) .

”ہمیں نبی ﷺ نے ماہ رمضان میں نماز (تراویح) کی آٹھ رکعتیں

پڑھائیں اور وتر پڑھائے۔“ ۴۷

یہ حدیث بھی صحیحین والی حدیث کے معنی میں اور اسکی مؤید ہے۔ اور ایک عینی شاہد کی شہادت ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث میں آگے پورا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس سے اگلی رات بھی ہم سب اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کی آمد کے منتظر رہے، لیکن آپ ﷺ باہر تشریف نہیں لائے اور صبح پوچھنے پر بتایا:

((إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّكُمْ)) .

۴۷ صحیح ابن خزیمہ ۲/۱۳۸، اور شیخ البانی نے اسے تعلیقات ابن خزیمہ میں صحیح قرار دیا ہے، بحوالہ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۵، وصلوة التراویح ص: ۳۳-۳۴، مختصر قیام اللیل للمروزی ص: ۱۵۵، التعلیق الممجد ص: ۱۳۸، المرعاة ۲/۲۹۹ .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”میں ڈر گیا تھا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے“ ۴۸

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو ذکر کرنے اور جرح و تعدیل بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسکی سند اوسط درجے کی ہے۔ ۴۹ نبی ﷺ کی رکعات تراویح کی تعداد ذکر کرنے کیلئے حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ اور مقدمہ فتح الباری میں انکی اپنی صراحت کی رو سے کہ وہ فتح الباری میں جس حدیث سے بھی استدلال کریں گے وہ صحیح یا کم از کم حسن درجہ کی ہوگی۔ اس اعتبار سے یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ثابت ہوتی ہے (جو کہ علامہ ذہبی کے قول کے موافق ہے) اس حدیث کی سند کے ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ پر مولانا شوق نیوی نے اپنی کتاب آثار السنن میں کچھ کلام نقل کیا ہے جبکہ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے علامہ ذہبی رحمہ اللہ جیسے (ابن حجر کے نزدیک تقدیر رجال میں استقراء تام کا درجہ رکھنے والے) محدث کے مقابلہ میں، انکے کلام کو ناقابل التفات قرار دیا ہے۔ ۵۰

### تیسری حدیث :

تعداد تراویح کے تعیین اور مسنون عدد کے تقرر سے تعلق رکھنے والی تیسری حدیث مسند ابی یعلیٰ اور معجم طبرانی اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں

((جَاءَ أَبِي بَنْ كَعْبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ يَا أُمِّي؟ قَالَ: نِسْوَةٌ فِي دَارِي قُلْن: إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَصَلِّي بِصَلَوَاتِكَ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرْتُ، فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَاءِ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا))

۴۹ میزان الاعتدال ۳/۳۱۱

۴۸ حوالہ جات سابقہ

۵۰ دیکھئے: تحفة الاحوذی ۳/۵۲۵ -

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات یعنی رمضان کی رات میں مجھ سے ایک کام سرزد ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے ابی! وہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے: میرے گھر کی خواتین نے کہا: ہم قرآن (زیادہ) نہیں پڑھتیں لہذا ہم آپ کے ساتھ تراویح پڑھیں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے انھیں آٹھ رکعتیں (تراویح) پڑھائیں اور پھر وتر۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ رضاء (تقریری حدیث) ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ نہ کہا۔“ ۱۵

مجمع الزوائد میں علامہ پیشی کے بقول یہ حدیث حسن ہے اور کسی کام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لایا جانا یا کسی کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پچھم خود ملاحظہ فرمانا اور پھر اس پر خاموش رہنا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی دلیل ہے جیسا کہ خود اسی حدیث کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے۔ اور اگر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل (آٹھ تراویح اور وتر پڑھنا) صحیح نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نکیر فرماتے، خاموش نہ رہتے کیونکہ کسی غلط کام کو ہوتے دیکھ کر یا سن کر نکیر کیے بغیر خاموشی اختیار کر لینا تو منصبِ نبوت کے ہی خلاف ہے۔

### چوتھی حدیث:

اسی موضوع کی چوتھی حدیث مؤطا امام مالک، سنن کبریٰ بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن سعید بن منصور میں ہے، جس میں سائب بن یزید رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ رضی اللہ عنہ)  
أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِيءُ يَقْرَأُ بِالْمِثْنِ

۱۵ بحوالہ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۵-۵۲۶، مجمع الزوائد ۴/۷۲، الفتح الربانی ۱۵/۵، قیام اللیل مروزی ص: ۱۵۵، اور اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((فَسَگت عَنْهُ وَكَانَ شِبْهَ الرِّضَاءِ)) ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء مندی کی علامت ہے“

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حَتَّىٰ كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طَوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ ۝

”امیر المؤمنین حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابنی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ (11) رکعتیں پڑھایا کریں اور امام ایک ایک رکعت میں سوسو آیات پڑھتا تھی کہ ہم تھک کر عصا کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے تھے اور طلوع فجر کے قریب جا کر ہم نماز تراویح سے فارغ ہوتے تھے“ ۵۲

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد مولانا شوق نیوی حنفی لکھتے ہیں: اِسْنَادُهُ صَحِيحٌ كَمَا اسکی سند صحیح ہے۔ ۵۳ علامہ البانی نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۵۴

علامہ ابن عبدالبر نے امام مالک رحمہ اللہ کی گیارہ (11) رکعتوں والی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ اسمیں منفرد ہیں، حالانکہ انکی یہ بات ایک باطل وہم ہے جیسا کہ علامہ زرقانی نے موطا کی شرح میں ابن عبدالبر کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ انکا یہ قول درست نہیں ہے اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی تحفة الاحوذی میں اور شوق نیوی نے آثار السنن میں ابن عبدالبر کے اس وہم کو باطل قرار دیا ہے۔ ۵۵

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے لئے گیارہ رکعتوں کو ہی اختیار کیا ہے، چنانچہ امام سیوطی اپنے رسالہ المصاییح فی صلوة التراویح میں اپنے ساتھیوں میں سے الجوزی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے کہا: ”جس عدد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا، مجھے وہی

۵۲. مؤطامع تنویر الحوالک للسیوطی ۱/۱۳۸، مشکوٰۃ ۱/۴۰۷، تحفة الاحوذی ۳/۲۵۶، قیام اللیل ص: ۱۵۵، سنن کبری بیہقی ۲/۴۹۶.

۵۳. بحوالہ التحفة الضأ ۴۴ مختصر صحیح بخاری ص: ۴۷، صلوة التراویح ص: ۱۶۰ اردو۔

۵۵. شرح الزرقانی ۱/۲۳۹، التحفة ۳/۵۲۶

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

سب سے زیادہ محبوب ہے اور وہ ہے گیارہ رکعتیں اور یہی نبی ﷺ کی نماز ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ترووں سمیت گیارہ رکعتیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں اور تیرہ بھی قریب ہی ہے، البتہ یہ جو بکثرت رکعتیں ہیں، انکے بارے میں فرمایا:

((وَلَا أُذْرِي مِنْ أَيْنُ أُحْدِثُ هَذَا الرَّكْعَةَ الْكَبِيرُ)) .

”میں نہیں جانتا کہ یہ بکثرت رکعتیں کس نے ایجاد کر دی ہیں“۔ ۵۶

گیارہ رکعتوں کی روایت پر امام مالک رحمہ اللہ کی متابعت یحییٰ بن سعید قطان نے مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۸۹۲) میں، عبدالعزیز بن محمد نے سنن سعید بن منصور میں اور اسماعیل بن امیہ، اسامہ بن زید، محمد بن اسحاق اور اسماعیل بن جعفر نے صحیح ابن خزیمہ (۱/۱۸۶/۴) میں کی ہے، البتہ محمد بن اسحاق نے تیرہ (13) رکعات کا ذکر کیا ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل (ص: 95) میں کہا ہے کہ قیام رمضان کے بارے میں سائب بن یزید کی حدیث سے زیادہ صحیح حدیث اور کوئی نہیں ہے یعنی تیرہ رکعات پڑھنے والی جسمیں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا نَصَلِّي فِي زَمَنِ عُمَرَ فِي رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً)) .

”ہم عہد فاروقی میں ماہ رمضان میں قیام اللیل کی تیرہ (13) رکعتیں پڑھا

کرتے تھے“۔ ۵۷

امام محمد بن اسحاق نے کہا ہے :

((وَهَذَا أَثْبُتُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ)) . ۵۸

”اس سے صحیح حدیث، تراویح کے سلسلہ میں، میں نے دوسری کوئی نہیں سنی“۔

اور تیرہ رکعات کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق اسمیں منفرد ہیں۔

۵۶ التحفہ ۳/۵۲۳ ۵۷ قیام اللیل ص: ۹۵ بحوالہ صلوة التراویح ص: ۶۰ والتحفہ ۳/۵۲۶ -

۵۸ فتح الباری ۴/۲۵۴ -

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

پانچویں حدیث :

تیرہ رکعتوں والی سابقہ روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم والی اس روایت کے موافق ہے جس میں تیرہ رکعتوں کا ہی ذکر ہے لیکن اسمیں فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہیں ۵۹ اس طرح مختلف روایات میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَرَكْعَتَيِ

الْفَجْرِ))

”نبی ﷺ فجر کی دو رکعتوں سمیت تیرہ (13) رکعات پڑھا کرتے تھے“۔ ۶۰

مذکورہ سابقہ تمام احادیث و آثار میں گیارہ رکعتوں کا ہی ذکر آیا ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی سب قیام رمضان یا نماز تراویح کے بارے میں ہی ہیں جبکہ مطلق تہجد کے بارے میں بھی صحیح بخاری و مسلم اور ابوداؤد میں آٹھ (8) رکعتوں اور وتروں کا ہی ذکر ملتا ہے، زیادہ کا نہیں۔ اور ان آٹھ کے ساتھ پانچ وتر یعنی تیرہ رکعتیں یا عشاء کی آخری دو یا فجر کی پہلی دو سنتوں سمیت بارہ رکعتوں یا ان میں سے کسی ایک کی سنتوں سمیت دس رکعتوں اور تین رکعات وتر کا تذکرہ ملتا ہے۔ ۶۱

گیارہ (11) کے عدد کی حکمت :

سابق میں ذکر کی گئی تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح یا قیام رمضان و قیام اللیل کا وتروں سمیت مسنون عدد گیارہ (11) رکعتیں ہی ہے اور اس گیارہ کے عدد کی حکمت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

”مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ گیارہ سے زیادہ رکعتیں نہ پڑھنے کی حکمت دراصل یہ ہے کہ نماز تہجد اور

۶۰ حوالہ سابقہ .

۵۹ مسلم و شرح نووی ۱۹/۶/۳-۱۷

۶۱ تحفة الاحوذی ۵۲۴/۳-۵۲۷

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

وتر دونوں ہی رات کی نماز کے ساتھ خاص ہیں، اور دن کے فرض، ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین رکعتیں یعنی کل گیارہ (11) رکعات دن کے وتر ہیں۔ تو مناسب یہی تھا کہ اجمال و تفصیل ہر اعتبار سے رات کی نماز بھی دن کی نماز جتنی ہی ہو۔ اور جن روایات میں تیرہ (13) رکعتوں کا ذکر ہے، انکی مناسبت دن کی نمازوں کی رکعتوں سے یوں ممکن ہے کہ جب مذکورہ تین نمازوں کی گیارہ رکعتوں میں فجر کی دو فرض رکعتیں بھی شامل کر لیں تو تیرہ ہو جاتی ہیں کیونکہ اپنے مابعد کے اعتبار سے وہ بھی دن کی ہی نماز ہے۔“ ۶۲۔

### بیس (20) رکعات تراویح سے متعلقہ روایت کی حقیقت :

سابقہ تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ صحیح ترین احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی رو سے تراویح کا عدد مسنون گیارہ (11) رکعتیں ہے۔ اب رہی وہ حدیث اور آثار جن سے بیس (20) تراویح کا پتہ چلتا ہے۔ تو بیس تراویح کے ذکر پر مبنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والی سند پر مشتمل یعنی مرفوع روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مصنف ابن ابی شیبہ، معجم طبرانی کبیر، سنن کبریٰ بیہقی، مسند عبد بن حمید الکشی، اور معجم بغوی میں مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى

الْوُتْرِ))

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں وتروں کے سوا بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے“۔ ۶۳۔

بیس (20) تراویح کے ذکر پر مبنی شائد صرف یہی ایک مرفوع روایت ہے کیونکہ اس موضوع کی دوسری کوئی روایت ہماری نظر سے نہیں گزری، البتہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار ہیں جن میں ہم آگے چل کر ذکر کر رہے ہیں۔ اور یہاں اس مرفوع روایت کی استنادی حیثیت کے تعین کیلئے ہم ماہرین فن حدیث کے اقوال پیش کر رہے ہیں۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

① معروف حنفی محدث علامہ زلیحی نصب الراہیہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں لکھتے ہیں: ”یہ روایت امام ابو بکر ابن ابی شیبہ کے دادا ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (عدلت والی) ہے کیونکہ اسکے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کرام کا اتفاق ہے اور ابن عدی نے الکامل میں اسے لیکن (کمزور) قرار دیا ہے، پھر یہ روایت اُس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جسمیں رمضان وغیر رمضان کسی وقت نبی ﷺ کے گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث (( مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً )) بھی نقل کی ہے جو ہم ”مسنون عدد تراویح“ کے تعین کیلئے پہلی حدیث کے طور پر ذکر کر آئے ہیں۔ ۶۲۔

② ایسے ہی ایک دوسرے حنفی عالم مولانا شوق نیوی اپنی کتاب آثار السنن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے۔ امام بیہقی نے اس روایت کو وارد کر کے آخر میں لکھا ہے کہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان العباسی الکوفی اسمیں منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اور تہذیب الکمال میں مزنی لکھتے ہیں: امام احمد، یحییٰ اور ابن داؤد نے کہا ہے کہ یہ (ابو شیبہ) ضعیف ہے۔ اور یحییٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔ امام نسائی اور دولابی نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو حاتم نے کہا ہے: (ضَعِيفُ الْحَدِيثِ سَكَنُوا عَنْهُ)۔ ”یہ حدیث بیان کرنے میں ضعیف و کمزور ہے اور محدثین اس سے روایت بیان کرنے سے سکوت کیئے ہوئے ہیں“۔ اور صالح نے کہا ہے کہ وہ ضعیف تھا، اُسکی بیان کردہ حدیث نہ لکھی جائے اور آگے چل کر مزنی کہتے ہیں: ”اسکی منکر روایات میں سے ایک وہ ہے جسمیں ہے کہ نبی ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے“۔

ایسے ہی میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی نے بھی کہا ہے۔ ۶۵۔

۶۲ دیکھیے: نصب الراہیہ و تحفۃ الاحوذی ۵۲۹/۳ ۶۵ بحوالہ التحفہ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ ۶۶۔  
نصب الراية میں علامہ زلیعی کے نقل کردہ اقوال کے بعد سے لیکر حافظ ابن حجر کے قول تک  
کے تمام اقوال آثار السنن میں مولانا شوق نیوی نے بھی نقل کیے ہیں۔

③ ایک تیسرے حنفی عالم شیخ ابن الہمام نے فتح القدير شرح ہدایہ میں اس روایت کو  
نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ”ابوشیبہ کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔ اور تمام محدثین اسکے ضعف پر  
متفق ہیں اور پھر یہ ایک صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے“۔ ۶۷۔

④ ایک چوتھے حنفی عالم علامہ یعنی نے بخاری کی شرح عمدة القاری میں لکھا ہے:  
”امام ابن ابی شیبہ کے دادا قاضی واسط ابوشیبہ کی امام شعبہ نے تکذیب کی ہے، اور امام احمد،  
ابن معین، بخاری اور نسائی نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے۔، اور امام ابن عدی نے اُسکی بیان کردہ  
اس روایت کو اُسکی مناکیر میں سے قرار دیا ہے“۔ ۶۸۔

⑤ ⑥ اس حدیث کو مولانا عبدالحی لکھنوی، مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا محمد زکریا  
کاندھلوی جیسے علماء احناف نے بھی ضعیف کہا ہے۔ غرض امام احمد، ابن معین، بخاری، نسائی،  
سیوطی (الحاوی للفتاویٰ ۷۳۲) اور پیشی نے بھی ضعیف قرار کیا ہے۔ ۶۹۔

تحفة الاحوذی میں علامہ عبدالرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں: ”یہ حدیث سخت ضعیف ہے  
اور اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ استدلال کے لائق ہی نہیں“۔ ۷۰۔

### متعلقہ آثار صحابہ ﷺ کی استنادی حیثیت :

بیس رکعات تراویح سے تعلق رکھنے والی اس مذکورہ بالا روایت کی استنادی حیثیت تو آپ کے  
علم میں آگئی ہے، اب آپ خود باسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ مرفوع روایت قابل حجت و

۶۷۔ بحوالہ التحفة ۵۲۹/۳۔ ۵۳۰۔

۶۹۔ تفصیل: عمدة القاری ایضاً، نماز تراویح

۷۰۔ التحفة ۵۲۹/۳۔

۶۶۔ التقریب ص: ۶۵۔

۶۸۔ عمدة القاری ۱/۶۔ ۱۲۸/۱۱۔

ص: ۳۶۔ ۳۷، وصلوة التراویح عربی ص: ۱۹۔ ۲۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

استدلال نہیں ہے۔ اب رہی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی متوقف آثار کی، تو ان میں سے محدثین کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ مروی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اثر (چوتھی حدیث کے طور پر) ذکر کیا جا چکا ہے جسمیں مذکور ہے کہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں اور وہی عدد امام مالک رحمہ اللہ سے محفوظ تر مروی ہے۔

### پہلا اثر فاروقی:

یہی گیارہ رکعتوں والا اثر ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے اور مصنف عبد الرزاق والا اثر (جسمیں اکیس رکعتوں کا ذکر آیا ہے) وہ غیر محفوظ اور محض راوی کا وہم ہے۔ اے بلکہ بقول علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی: ”گیارہ رکعات والی حدیث کے مقابلہ میں مصنف عبد الرزاق کا اکیس رکعتوں والا اثر پیش ہی نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے بھی فتوح الباری میں یہی بات کہی ہے اور اسکی متعدد وجوہات ہیں:

ایک تو یہ بات ہے کہ اکیس کا لفظ غلطی اور وہم کا نتیجہ ہے ”صحیح لفظ“ گیارہ ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ ثقل در اذیۃ اکیس کا نہیں بلکہ گیارہ کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اکیس کی روایت بیان کرنے میں امام عبد الرزاق منفرد ہیں، اور وہ اگرچہ مشہور و معروف مصنف وثقہ اور حافظ ہیں، لیکن عمر کے آخری حصہ میں نابینا ہو جانے کی وجہ سے حافظ خراب ہو گیا تھا، حافظ ابن حجر نے التقریب میں اسکی صراحت کی ہے۔ اور ابن الصلاح نے مقدمہ علوم الحدیث (ص: 407) میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ امام عبد الرزاق آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے ان کا حافظ صحیح نہیں رہا تھا، تلقین کرنے والے کی تلقین کو قبول کر لیتے تھے لہذا جن لوگوں نے انکے نابینا ہونے کے بعد ان سے سنا ہے، انکے سماع کا اعتبار نہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے ان سے انکی آخری عمر میں سماع کیا اے فتح الباری ۴/۲۵۳، التحفہ ۲/۵۲۶-۵۲۷، نماز تراویح ص: ۶۱-۶۳، اردو ص: ۲۸ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے انکا سماع محل نظر ہے اور مقدمہ الفصل (ص: 391) میں فرماتے ہیں: جن روایۃ کے حافظہ میں اختلاط رونما ہو جائے ان سے جن شاگردوں نے اختلاط سے پہلے جو کچھ روایت کیا ہو، انکی اُس روایت کو قبول کیا جائیگا۔ جبکہ یہ مذکورہ اثر مشتبہ روایتوں میں داخل ہے۔ نیز اس میں شد و ذ اور مخالفت صحیح بھی موجود ہے، جو اسکو ضعیف بنا رہی ہے۔ ۲۔

### دوسرا اثر فاروقی :

ایسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک دوسرا اثر مصنف ابن ابی شیبہ میں تکی بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

(أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهَمَّ عَشْرِينَ رَكْعَةً).

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز

تراویح پڑھائے“۔ ۳۔

اس اثر کے بارے میں مولانا شوق نیوی حنفی آثار السنن میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند کے راوی توثقہ ہیں لیکن تکی بن سعید انصاری نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا ہی نہیں اور علامہ شوقی نیوی کی تائید کرتے ہوئے علامہ عبدالرحمن مبارکپوری تحفة الاحوذی میں لکھتے ہیں کہ یہ اثر منقطع اور ناقابل استدلال و دجّت ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ مؤطا امام مالک اور دیگر کتب حدیث میں صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔ ایسے ہی اس صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے جسکی رو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گیارہ رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔ ۴۔

۲۔ التقریب ص: ۳۲۴ و نماز تراویح ص: ۴۱ اردو، ص: ۴۸۔ ۴۹ عربی۔

۳۔ بحوالہ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۸، نماز تراویح ص: ۶۴۔

۴۔ حوالہ جات سابقہ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

## تیسرا اثر :

سنن کبریٰ بیہقی اور بعض دیگر کتب حدیث میں ایک تیسرا اثر یزید بن حصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

”لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ قاری حضرات سو سو آیات تلاوت کرتے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لوگ طولِ قیام کی تکلیف کے پیش نظر چھڑیوں یا لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔“ ۷۵۔

عمدۃ القاری میں نقل کی گئی نص کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ایسے ہی تھا جیسا کہ پہلے خلفاء کے عہد میں رہا۔ ۷۶۔

اس اثر میں جو یہ الفاظ ہیں کہ ”حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں بھی ایسے ہی تھا“۔ ان الفاظ کے بارے میں مولانا شوق نیوی نے کہا ہے کہ یہ مُدرج قول ہے، امام بیہقی کی تصنیفات میں کہیں بھی اس کا سراغ نہیں ملتا اور علامہ مبارکپوری نے مولانا نیوی کے اس تبصرہ کی تصدیق کی ہے۔ ۷۷۔

یہی اس اثر کی استنادی حیثیت تو اس اثر کو بڑے شد و مد سے پیش کیا جاتا ہے کیونکہ بظاہر اسکی سند صحیح نظر آتی ہے بلکہ بعض اہل علم نے اسے صحیح کہا بھی ہے۔ ۷۸۔  
لیکن بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اس اثر کو ضعیف کرنے والے کئی عوامل و علل موجود ہیں اور وہ اسے ”منکر“ کی قسم میں بھی داخل کر رہے ہیں۔

## پہلی علت :

ان میں سے پہلی علت یا سببِ ضعف یہ ہے کہ ابنِ حصیفہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن امام احمد بن حنبل نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، امام ذہبی نے اسے میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے جو اسکے مستکلم فیہ راوی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور امام احمد کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی کبھی

۷۵ فتح الباری ۲/۲۵۳، نماز تراویح ص: ۶۲، ۶۱، ۶۹۔ ۷۶ العمدۃ ۳/۷۸، ۷۷۔

۷۸ التحفہ ۳/۵۳۱۔ ۷۹ دیکھیے: عمدۃ القاری ۳/۷۸، ۷۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ایسی روایات میں منفر درہ جاتا ہے جن کو ثقہ راوی روایت نہیں کر رہے ہیں۔ لہذا ایسے راوی کی بیان کردہ روایت کو اس وقت رد کر دیا جائیگا جب وہ اپنے سے زیادہ قوی الحافظہ راوی کی مخالفت کرے۔ ایسی صورت میں اصول حدیث کی رو سے ایسی روایت کو شاذ کہا جائیگا۔

پھر اس روایت میں سائب بن یزید سے محمد بن یوسف اور ابن خصیفہ دو راوی روایت بیان کر رہے ہیں اور ان دونوں کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہے، محمد بن یوسف گیارہ رکعات بیان کرتے ہیں جبکہ ابن خصیفہ اکیس رکعات۔ اور ان دونوں میں سے محمد بن یوسف کی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ وہ ابن خصیفہ سے زیادہ ثقہ ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر نے محمد بن یوسف کو ثقہ ثبت لکھا ہے اور ابن خصیفہ کو صرف ثقہ۔ اس وضاحت کے پیش نظر گیارہ رکعات والی روایت کو ہی ترجیح ہوگی جیسا کہ اصول حدیث کے علم شریف کو جاننے والے کسی شخص سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

### دوسری علت :

اس اثر کو ضعیف بنانے والا دوسرا سبب یا علت یہ ہے کہ ابن خصیفہ کی روایت میں گنتی کے یقین کے لحاظ سے اضطراب پایا جاتا ہے، وہ سائب بن یزید سے کبھی گیارہ رکعات ذکر کرتے ہیں اور کبھی اکیس اور اکیس کے ذکر کے ساتھ حَسْبُتْ (میرا خیال ہے) کہتے ہیں، لہذا اس روایت میں اکیس کا ذکر گیارہ رکعتوں والی حدیث کے خلاف ہے اور حَسْبُتْ کے لفظ کا استعمال ابن خصیفہ کے اضطراب پر دلالت کرتا ہے، خصوصاً جبکہ انھیں اس عدد پر یقین نہیں بلکہ اس کا ذکر وہ بصورت ظن کرتے ہیں، لہذا عدم یقین کے پیش نظر یہ اثر ساقط الاعتبار ہوگا، اور پھر جب یہ راوی اپنے سے زیادہ قوی الحفظ (أَحْفَظُ) کی مخالفت کر رہا ہے تو اس صورت میں اس اثر کا قابل جحّت ہونا محتمل نظر ہوگا۔

### تیسری علت :

محمد بن یوسف، سائب بن یزید کے بھانجے ہیں، اس قرابت و رشتہ داری کے پیش نظر وہ اپنے

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ماموں کی روایت کو کسی بھی دوسرے راوی سے زیادہ جانتے ہیں لہذا جس عدد کو انھوں نے بیان کیا ہے اسے ہی ترجیح ہوگی۔ نیز یہ اثر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مرفوع حدیث کے بھی موافق ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نعل کو سنت کی مطابقت والی صورت میں لینا ہی زیادہ مناسب ہے بہ نسبت اسکے کہ کسی ایسی روایت کو لیا جائے جس سے وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے نظر آئیں۔ ۹

### شیخ اسماعیل محمد الانصاری کی طرف سے شیخ البانی کا تعاقب اور اسکی حقیقت :

یہاں یہ بات بھی ذکر کرتے چلیں کہ اس تیسرے اثر کے بارے میں تو ہم آغاز میں ہی لکھ آئے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس اثر کو صحیح کہا ہے چنانچہ وہاں ذکر کیے بعض مصادر کے ساتھ ہی ایک اور رسالہ بھی منظر عام پر آیا ہے جو کہ شیخ اسماعیل محمد الانصاری (دارالافتاء۔ الریاض) کی کاوش کا نتیجہ ہے جس کا عنوان ہے: ”تصحیح حدیث صلوة التراویح عشرين ركعة“۔ موصوف کا یہ مقالہ پہلے الریاض سے شائع ہونے والے مجلہ ”رایة الاسلام“ کے بعض شماروں میں (1380ھ میں) شائع ہوا اور پھر 1384ھ میں مستقل رسالے کی شکل میں بھی طبع ہوا جبکہ اس کا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے جو (1308ھ - 1988ء میں) مکتبہ الامام الشافعی بالریاض کی طرف سے طبع ہوا ہے، اسمیں پہلے مذکورہ رسالہ کل تیس (30) صفحات پر مشتمل ہے اور پھر ایک مضمون ہے اور پھر آخر میں موصوف کے حالات زندگی سات صفحات پر مشتمل ہیں جو انکے کسی ”شاگرد“ کی طرف منسوب ہیں اور درمیان میں تقریباً ایک سو صفحات پر مشتمل موصوف کا ایک دوسرا رسالہ یا کتاب ہے جس کا عنوان ہے: ”اباحة التحلی بالذهب المحلق للنساء“۔

غرض سنن کبریٰ بیہقی جلد دوم ص: 496 باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان سے مذکورۃ الصدر اثر نقل کرنے کے بعد شیخ انصاری نے لکھا ہے کہ اس ”حدیث“ کو امام نووی نے الخلاصۃ اور المجموع میں صحیح کہا ہے اور زیلعی نے نصب الرایۃ میں اس

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صحیح کو برقرار رکھا ہے، اور شرح المنہاج میں سب کی طرح التشریب میں ابن العراق، عمدة القاری میں عینی، المصاییح فی صلوة التراویح میں سیوطی، شرح مؤطا میں ملا علی قاری اور آثار السنن میں نیوی وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ۵۰

ان اہل علم کی مذکورہ اثر کی تصحیح کی طرف تو شیخ البانی نے بھی اپنی کتاب ”صلوة التراویح“ میں اشارہ کر دیا ہے اور پھر اسکے بعد انھوں نے متعدد وجوہات و علل کی بناء پر اس اثر کو مرجوح، شاذ اور منکر قرار دیا ہے جسکی تفصیل تو موصوف کی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے اور اسکی تلخیص مختلف چھ عللوں کی شکل میں شیخ انصاری نے اپنے رسالے میں بھی نقل کی ہے۔

سر دست ہم شیخ انصاری کے رسالہ کا تعاقب تو نہیں کر رہے، البتہ یہاں اتنا کہے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں کہ شیخ اسماعیل انصاری نے اپنے ذہنی میلان یا نظریہ کو ثابت کرنے کیلئے اپنے رسالہ کے اندر جو ہاتھ پاؤں مارے ہیں وہ تو مارے ہی ہیں، انھوں نے تو اپنے اس رسالے کا عنوان تجویز کرتے یا اسکا نام رکھتے وقت بھی بڑے دل گردے سے کام لیا ہے اور ”اثر“ کو ”حدیث“ کا نام دیتے ہوئے ”تصحیح حدیث.....“ کہا ہے نہ کہ ”تصحیح اثر.....“۔

حالانکہ مرفوع حدیث ہم ذکر کر آئے ہیں جسکے ضعیف ہونے پر تمام اہل علم متفق ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ موصوف کو حدیث اور اثر کے مابین پایا جانے والا فرق معلوم نہ ہو۔ اور محدثین کے عرف عام میں جسے ”حدیث“ کہا جاتا ہے، اُسے ترک کر کے ایک اثر کو حدیث باور کرواتے ہوئے رسالے کا نام ”تصحیح حدیث..“ رکھنا صحیح و صواب نہیں بلکہ ”تحقیق و تعاقب“ کی بجائے یہ روش تو انکے اپنے ذہنی رجحان کی تائید میں ”جانبداری“ کی عثماری کر رہی ہے۔

اور جب رسالے کا عنوان اور نام ہی اتنا پُر فریب ہے تو اسکے متن کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے؟ اور اسکے ساتھ کیا توقعات و اہستہ کی جاسکتی ہیں؟

اور رسالے کا نام دیکھ کر بلا اختیار زبان پر آ جاتا ہے

۵۰. تصحیح حدیث صلوة التراویح عشرين ركعة للانصاری ص: ۷۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

نحشتِ اول چوں نهد معمار کج      تاثر یا میر و ددیوار کج  
 ”معمار جب کسی عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھے گا تو وہ عمارت کیسے سیدھی کھڑی ہو سکے گی،  
 آسمان تک بھی لے جائیں ٹیڑھی ہی جائے گی۔“

شیخ محمد ناصر الدین البانی نے بذاتِ خود بھی انکا یہ تعاقب پڑھا اور ”تمام المنّة“ میں بڑے  
 افسوس کے ساتھ لکھا ہے کہ موصوف کے ساتھ حسنِ ظن کے باوجود ان سے کوئی علمی اختلاف و  
 تعاقب سامنے نہیں آیا اور انھوں نے بلا وجہ کی جو الزام تراشیاں کی ہیں ان میں سے ایک ایک  
 کر کے سب کے بڑے بچے تلے جواب بھی دیئے ہیں۔ ۱۷۱

### چوتھا اثر :

عمدة القاری میں علامہ عینی نے ابن عبدالبر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حارث بن عبدالرحمن  
 بن ابی ذیاب سے مروی ہے کہ سائب بن یزید فرماتے ہیں :

( كَانَ الْقِيَامُ عَلَىٰ عَهْدِ عُمَرَ بِثَلَاثٍ وَ عَشْرِينَ رَكْعَةً ) ۱۷۲

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لوگ تیس رکعتیں پڑھتے

تھے۔“

اس اثر کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ ابن ابی ذیاب کا حافظہ کمزور ہے۔ ابن ابی حاتم نے  
 الجرح و التعديل میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ دروردی اس راوی سے منکر روایات بیان  
 کرتا ہے لہذا وہ قوی نہیں اور یہ کہا ہے: يُكْتَبُ حَدِيثُهُ اسکی حدیث بس لکھی جائیگی۔ ابو زرہ  
 نے اس راوی کے بارے میں لَا بَأْسَ بِهِ کہا ہے کہ اس پر کوئی خاص مؤاخذہ نہیں اور انکے ان  
 الفاظ کی وجہ سے مذکورہ راوی امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں جیسا کہ حافظ ابن  
 حجر نے التہذیب میں ذکر کیا ہے البتہ وہ اپنی دوسری کتاب التقریب میں اسکے بارے میں کہتے

۱۷۱ تفصیل کیلئے دیکھیے: ”تمام المنّة“ ص: ۲۵۳-۲۵۵۔

۱۷۲ عمدة القاری ۳/۵۷۳، بحوالہ نماز تراویح ص: ۶۳ و ۵۲ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہیں:

(صَدُوْقِيْ يَهُمُّ)۔ ”وہ سچا تھا، مگر وہم میں مبتلا ہو جاتا تھا تھا“۔ ۸۳۔

علماء اصول حدیث کے نزدیک ایسے اوصاف والے راوی سے مروی حدیث قابل حجت نہیں ہے جبکہ اس میں وہم کے وجود کے ساتھ ساتھ ثقہ ثبوت کے اوصاف والے رواۃ کی مخالفت بھی موجود ہے کیونکہ ان اوصاف سے متصف راوی محمد بن یوسف گیارہ رکعات ذکر کرتے ہیں۔

علامہ البانی لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں ان تک اسکی سند صحیح ہے یا نہیں کیونکہ ابن عبدالبر کی اس اثر والی کتاب ہمارے سامنے نہیں کہ ساری سند دیکھ سکتے۔ ۸۴۔

### پانچواں اثر:

موطا امام مالک اور سنن کبریٰ بیہقی میں یزید بن رومان بیان کرتے ہیں:

(كَانَ النَّاسُ فِي زَمَنِ عُمَرَ يَقُوْمُونَ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ

رَكْعَةً)

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لوگ رمضان میں تیس رکعات سے

قیام کیا کرتے تھے“۔ ۸۵۔

امام بیہقی نے کہا ہے کہ ان میں سے تین رکعتیں تو وتر ہیں۔ اس طرح باقی بیس رکعات تراویح رہ جاتی ہیں جبکہ خود امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یزید بن رومان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے، یعنی ان کا زمانہ ہی نہیں پایا، امام زیلعی حنفی نے اس بات کی تائید نصب الرایۃ ۸۶ میں کی ہے اور المجموع شرح المہذب ۸۷ میں امام نووی نے بھی اس اثر کو ضعیف قرار دیا

۸۳۔ تقریب التہذیب، ص: ۲۱۱ تحقیق ابوالاشبال صغیر احمد شاغف۔

۸۴۔ نماز تراویح ص: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۵۲ عربی۔

۸۵۔ عمدۃ القاری ۲/۷۸، فتح الباری ۲/۲۵۳، نماز تراویح ص: ۵۲، ۵۳، ۶۴ عربی۔

۸۶۔ نصب الرایۃ ۲/۱۵۴۔

۸۷۔ المجموع ۲/۳۳۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے اور خود امام بیہقی نے اس اثر کو مُرسَل قرار دیا ہے کیونکہ یزید بن رومان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی ۸۸ء علامہ عینی حنفی نے بھی اس اثر کی سند میں پائے جانے والے انقطاع کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۸۹

یہ پانچوں آثار ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے عہدِ خلافت سے تعلق رکھتے ہیں، سوائے ایک (تیسرے اثر) کے۔ کیونکہ اسمیں حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کا ذکر بھی ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے اور یہی حالت بعض دیگر صحابہ سے مروی آثار کی بھی ہے۔ ایسے ہی سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے بارے میں ایک اثر اور بھی ہے جس میں سائب بن یزید بیان فرماتے ہیں :

(كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ).

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہم بیس رکعات ترواح اور وتر کے ساتھ

قیام کیا کرتے تھے۔“ ۹۰

اس اثر کی سند کو علامہ سبکی نے شرح المنہاج میں اور ملا علی قاری نے شرح مؤطا میں صحیح قرار دیا ہے لیکن یہ انکا تسامح ہے کیونکہ اس اثر کی سند میں ایک راوی ابو عثمان البصری ہے جسکا نام عمرو بن عبداللہ ہے جسکے بارے میں خود مولانا شوق نیموی نے آثار السنن میں کہا ہے: ”مجھے کوئی ایسی کتاب نہیں ملی کہ جس میں اسکے حالات مذکور ہوں۔“ اور علامہ مبارکپوری نے بھی تحفة الاحوذی میں لکھا ہے کہ فحس و تلاشِ بسیار کے باوجود مجھے بھی اس راوی کے حالات کہیں نہیں ملے اور لکھا ہے کہ اس اثر کی سند میں ہی ایک دوسرا راوی ابوطاہر الفقیہ بھی ہے جو کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا استاذ ہے، اور مجھے کوئی ایسا محدث نظر نہیں آیا کہ جس نے اس کی توثیق کی ہو، لہذا جو شخص اس اثر کی سند کو صحیح قرار دے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں راویوں کے

۸۹. عمدة القاری ۱/۲۸۸۔

۸۸. سنن کبریٰ ۲/۲۹۶۔

۹۰. تحفة الاحوذی ۳/۵۳۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بارے میں ثابت کرے کہ یہ ثقہ اور قابلِ حجت ہیں۔ اور تاج الدین سبکی نے الطبقات الکبریٰ میں جو کہا ہے کہ وہ (الفقیہ) اپنے زمانے کے فقہاء و محدثین کے امام، ماہر لغت عرب اور معرفتِ شرائط میں یدِ طولیٰ رکھنے والے تھے اور اس موضوع پر انھوں نے ایک کتاب لکھی، انکی یہ باتیں بھی اس راوی کے ثقہ اور قابلِ حجت ہونے کا ثبوت نہیں بنتیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ علمِ حدیث و فقہ، لغت عرب اور معرفتِ شرائط کے جلیل القدر عالم تھے لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ ثقہ تھے۔ الحاصل اس اثر کی سند کا صحیح ہونا بھی محال نظر ہے۔

اس مخدوش استنادی حیثیت کے علاوہ یہ اثر ایک تو سنن سعید بن منصور میں عبدالعزیز بن محمد اور محمد بن یوسف کے طریق سے مروی اُس اثر کے بھی خلاف ہے جس میں سائب بن یزید فرماتے ہیں :

(كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ بِأَحَدِي عَشَرَ رَكْعَةً).

”ہم حضرت عمر فاروق ﷺ کے عہدِ خلافت میں گیارہ رکعتوں سے قیام کیا

کرتے تھے“۔ ۹۱

اس اثر کو ذکر کر کے امام سیوطی نے اپنی کتاب المصابیح میں کہا ہے: اِسْنَادُهُ فِي غَايَةِ الصَّحَّةِ۔ کہ اسکی سند صحت کے انتہائی بلند درجہ پر فائز ہے۔

اسی طرح بیہقی والا مذکورہ اثر قیام اللیل مروزی میں مروی اثر کے بھی مخالف ہے جو کہ محمد بن اسحاق، حدیثی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید کے طریق سے ہے جس میں ہے:

(كُنَّا نُصَلِّي فِي زَمَنِ عُمَرَ ﷺ فِي رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً).

”ہم عہدِ فاروقی کے دوران ماہِ رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے“۔ ۹۲

مذکورہ اثر مؤطا امام مالک اور دیگر کتب میں مروی اُس اثر کے بھی خلاف ہے جس میں ہے کہ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں۔ ۹۳

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام بیہقی کا مذکورہ بالا اثر لائق حجت نہیں ہے، اور اگر کوئی کہے کہ امام بیہقی نے اس اثر کو دوسری سند سے بھی روایت کیا ہے جسمیں ہے :

(كَانُوا يَقُومُونَ عَلَىٰ عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً).

”خلافتِ فاروقی میں لوگ ماہِ رمضان میں بیس رکعتوں سے قیام کیا کرتے

تھے“۔ ۹۴

اسکے ساتھ ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس اثر کی سند کو امام نووی اور بعض دیگر اہل علم نے صحیح قرار دیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس اثر کی سند میں ابو عبد اللہ بن نجیح یہ دینوری ایک راوی ہے جس کا ترجمہ و حالات علامہ مبارکپوری کو کہیں نہیں ملے اور جو شخص اس اثر کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ پہلے وہ اس راوی کے ثقہ اور قابل حجت ہونے کا ثبوت مہیا کرے۔ رہا مولانا نیومی کا یہ کہنا کہ یہ دینوری اپنے زمانے کے کبار محدثین میں سے تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں کسی سے کیا پوچھنا؟ موصوف کا یہ قول قابل التفاف نہیں کیونکہ کسی کے محض کبار محدثین سے ہونے سے یہ تو ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ ثقہ بھی ہو۔ ۹۵

### چھٹا اثر :

خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بعض آثار ملتے ہیں جن میں بیس تراویح کا ذکر وارد ہوا ہے اور بعض دیگر صحابہ کے آثار بھی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ممکنہ حد تک تمام ہی آثار کو ذکر کر کے انکی استنادی حیثیت واضح کر دی جائے تاکہ بات کھل کر سامنے آجائے۔ لہذا آئیے پہلے حضرت علی

۹۴ التحفہ ۵۳۱/۳

۹۳ تخریج گزر گئی ہے۔

۹۵ دیکھیے: تحفہ الاحوذی ۵۳۰/۳-۵۳۱

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ﷺ سے مروی آثار کا جائزہ لیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن کبریٰ بیہقی میں ابوالحسناء بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ  
تُرُوحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً) - ۹۶

”حضرت علی بن ابی طالب ﷺ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو پانچ  
ترویح یعنی بیس رکعتیں پڑھائے۔“

اس اثر کو روایت کرنے کے بعد خود امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ علاوہ مذہبی نے  
ابوالحسناء کو لَا يُعْرَفُ [غیر معروف] اور حافظ ابن حجر نے اسے مجهول [نامعلوم] کے اوصاف  
سے متصف کیا ہے۔ اور التہذیب میں حافظ موصوف نے ابوالحسناء کے حالات میں لکھا ہے کہ  
وہ قربانی سے متعلقہ حدیث حکمة بن عیینہ عن حنیش عن علی کے طریق سے بیان  
کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ تراویح والے اس مذکورہ اثر کی سند سے دوراوی ساقط  
ہو گئے ہیں لہذا یہ اثر معضل اور ضعیف ہے۔ ۹۷

تحفة الاحوذی میں حافظ ابن حجر اور امام ذہبی کے مذکورہ اقوال نقل کرنے کے علاوہ مولانا  
شوق نیوی کا قول بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ آثار السنن کے حاشیہ پر وہ لکھتے ہیں کہ اس اثر کا  
ساردار و مدار ابوالحسناء پر ہے اور وہ غیر معروف ہے۔ ۹۸

### ساتواں اثر:

سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت علی ﷺ سے ایک اثر ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے  
جسمیں حماد بن شعیب عن عطلال ابن السائب عن ابی عبد الرحمن السلمی کے  
طریق سے سلمی بیان کرتے ہیں:

۹۶ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۷ نماز تراویح ص: ۶۶، ۷۴ عربی۔ ۹۷ نماز تراویح ایضاً۔

۹۸ التحفة ۳/۵۲۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

﴿دَعَا عَلِيٌّ ﷺ الْفُرَاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عَشْرِينَ

رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ يُوتِرُ بِهِمْ﴾ - ۹۹

”ماہ رمضان میں حضرت علیؑ نے قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس تراویح پڑھایا کرے۔ اور خود حضرت علیؑ نماز وتر پڑھایا کرتے تھے۔“

اس اثر کے بارے میں مولانا نیموی شوق حنفی نے آثار السنن میں لکھا ہے: حماد بن شعیب ضعیف ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اسکے بارے میں کہا ہے کہ اسے ابن معین وغیرہ کبار محدثین نے ضعیف کہا ہے اور تہجدی نے ایک مرتبہ کہا: اس کی روایت کردہ حدیث نہیں لکھی جائیگی۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ وہ محل نظر ہے، امام نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عدی نے کہا ہے: اسکی روایت کردہ اکثر احادیث ایسی ہیں جن پر اسکی متابعت نہیں کی جائیگی۔ یہ تو اس اثر کے بارے میں ایک حنفی عالم کا نقد و تبصرہ ہے، جبکہ ایک دوسرے عالم ابن الہمام التحریر میں لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری کسی راوی کے بارے میں کہہ دیں کہ وہ محل نظر ہے، تو اس راوی کی بیان کردہ روایت نہ قابل حجت ہوتی ہے نہ قابل استشہاد اور نہ ہی لائق اعتبار۔ اور علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ اس اثر کی سند میں حماد بن شعیب ہے جسکے بارے میں امام بخاری نے کہا ہے کہ وہ محل نظر ہے، لہذا یہ اثر قابل حجت و استشہاد اور لائق اعتبار نہیں ہے۔ ۱۰۰

علامہ البانی نے لکھا ہے کہ امام بخاری حماد کے بارے میں کبھی تو کہتے ہیں کہ وہ محل نظر ہے اور کبھی اسے منکر الحدیث کہتے ہیں اور المذاہب للسیوطی، مختصر علوم الحدیث لابن کثیر، التحریر لابن الہمام، الرفع و التکمیل لابی الحسنات لکھنوی اور تحفة الاحوذی علامہ مبارکپوری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نہ ایسا راوی قابل اعتبار ہوتا ہے اور نہ ہی اسکی روایت لائق استشہاد ہوتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ محمد بن فضیل نے عدد کے سلسلہ میں حماد بن شعیب

۹۹ التحفة ۵۲۷/۳ - ۵۲۷، نماز تراویح ص: ۶۶، ۷۲ عربی۔ ۱۰۰ التحفة ۵۲۸/۳۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

کی مخالفت کی ہے کیونکہ اسکے بیان کردہ اثر میں بیس کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا اس اصول حدیث کی روشنی سے یہ اثر منکر بھی ہوا۔ ۱۰۱۔

**آٹھواں اثر:**

بیس تراویح کے سلسلے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی بعض آثار ملتے ہیں جن میں سے ایک اثر مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جس میں عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں:

(كَانَ أَبِي بَنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثَةِ)

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان کے دوران مدینہ طیبہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور تین وتر“۔ ۱۰۲۔

اس اثر کے بارے میں مولانا شوق نیوی حنفی نے لکھا ہے کہ عبدالعزیز بن رفیع نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اور علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہوا کہ یہ اثر منقطع ہے۔ اور ضعف انقطاع پر مستزاد یہ کہ یہ اثر اُس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اپنے گھر کی عورتوں کو آٹھ تراویح پڑھانے کا تذکرہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوتِ رضاء فرمانا وارد ہوا ہے۔

ایسے ہی یہ اثر اس صحیح سند والے اثر کے بھی خلاف ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تیمم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں (بشمول تین رکعاتِ وتر) پڑھائیں جیسا کہ ان دونوں کی نصوص ذکر کی جا چکی ہیں۔ ۱۰۳۔

علامہ البانی نے عبدالعزیز اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مابین پائے جانے والے انقطاع

۱۰۱۔ نماز تراویح ص: ۴۷، ۵۵۔ ص: ۶۶، ۶۷۔ عربی۔

۱۰۲۔ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۸، نماز تراویح ص: ۴۵۔ ص: ۶۷۔ عربی۔

۱۰۳۔ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۸-۵۲۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

کی وضاحت کرتے ہوئے تہذیب التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان دونوں کی وفات کے مابین ایک سو سال کا فاصلہ ہے۔ (لہذا جب عبدالعزیز کا حضرت ابی ﷺ کو پانا ہی ممکن نہیں تو پھر ان سے روایت کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟)۔

### نواں اثر:

حضرت ابی بن کعب ﷺ کا یہ بیس تراویح پڑھانا ایک دوسری سند سے المختارۃ للضیاء المقدسی میں بھی مروی ہے جس میں ابو جعفر عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ کے طریق سے ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ عَمْرَ أَمْرَ أَيْبَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ..... فَصَلَّى بِهِمْ  
عِشْرِينَ رَكْعَةً)

”حضرت عمر ﷺ نے حضرت ابی ﷺ کو حکم فرمایا کہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھاؤ.... تو انھوں نے بیس رکعتیں پڑھائیں“۔ ۱۰۴

اس اثر کی سند بھی ضعیف اور اس کا متن منکر ہے۔ اس کا راوی ابو جعفر جس کا نام عیسیٰ بن ابو عیسیٰ بن ماہان ہے۔ امام ذہبی نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ وہ کثیر الوحم ہے، امام احمد کبھی تو اسے غیر قوی کہتے ہیں اور کبھی صالح الحدیث۔ فلاس نے اسے سی الحفظ (خراب حافظے والا) کہا ہے۔ البتہ بعض محدثین نے اسے ثقہ بھی قرار دیا ہے لیکن امام ذہبی الکنی میں لکھتے ہیں کہ اس راوی کو تمام محدثین مجروح قرار دیتے ہیں، حافظ ابن حجر نے التقریب میں سی الحفظ اور علاء ابن قیوم نے اسے صاحب المناکیر (منکر روایات بیان کرنے والا) قرار دیا ہے۔ خصوصاً جب یہ کسی روایت کے بیان کرنے میں منفرد رہ جاتا ہے تو پھر اس روایت کو قابلِ صحت ہرگز نہیں سمجھا جاتا۔ ۱۰۵

۱۰۴ نماز تراویح ص: ۶۷، ص: ۶۹ عربی۔ ۱۰۵ للتفصیل: زاد المعاد ۱/ ۲۷۵-۲۷۶،

التقریب ص: ۲۱۱-۵۷۹، نماز تراویح ص: ۶۷-۷۷ اردو ص: ۶۹، ۷۰ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## دسواں اثر :

قیام اللیل مروزی میں اعمش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

( كَانَ يُصَلِّيْ عَشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ يُؤْتِيْ بِثَلَاثَةِ )

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے“ ۱۰۶

علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں کہ یہ اثر منقطع ہے کیونکہ اعمش نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ۱۰۷

علامہ البانی نے لکھا ہے کہ یہ صرف منقطع ہی نہیں بلکہ اس اثر کو معضل کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ مسند ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر گہری نظر رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس اثر کی سند میں اعمش اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان سے دو راوی ساقط ہیں، تو گویا یہ اثر منقطع بلکہ معضل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ۱۰۸

اسی طرح کے بعض دیگر آثار بھی پیش کیے جاتے ہیں جن سے بیس تراویح ثابت کی جاتی ہیں بلکہ بعض کی رو سے تو اس پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے جبکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ اور وہ آثار ضعیف ہیں اور ان میں صحیح بخاری و مسلم کی مرفوع احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔

## ان تمام آثار کی مجموعی حیثیت :

انفرادی حیثیت سے تو بیس تراویح سے متعلقہ تمام آثار کی حالت ذکر کی جا چکی ہے کہ وہ ضعیف اور ناقابلِ حجت و استدلال ہیں۔ جبکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی حدیث یا اثر ایک سند سے تو ضعیف ہو لیکن اسکی بعض دیگر اسناد یا طرق ایسے بھی ہوں جن سے اس سند میں پایا

۱۰۶ تحفة الاحوذی ۵۲۹/۳، نماز تراویح ص: ۷۸، ص: ۷۰ عربی۔

۱۰۸ صلوٰۃ التراویح ص: ۷۱۔

۱۰۷ حوالہ سابقہ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

جانے والا ضعیف زائل ہو سکتا ہو یا ضعف کا سبب ختم ہو سکتا ہو تو پھر ان احادیث یا آثار کی مجموعی حیثیت باہم مل کر تقویت اختیار کر جاتی ہے، لیکن میں تراویح سے متعلقہ آثار باہم تقویت کی افادیت سے بھی عاری ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جو دورِ حاضر میں بلاشبہ فنِ حدیث کے صفِ اول کے ماہر ہیں، وہ اپنی کتاب صلوة التراویح میں زیرِ عنوان:

[هَذِهِ الرِّوَايَاتُ لَا يُقْوَى بِبَعْضِهَا بَعْضًا] لکھتے ہیں کہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یا نئے عہدِ خلافت سے متعلقہ) سابقہ روایات اپنی کثرت کے باوجود دو وجوہات کی بناء پر ایک دوسرے سے مل کر بھی تقویت اختیار نہیں کرتیں:

### پہلی وجہ:

ان روایات کے ایک دوسرے کو تقویت نہ دینے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ روایات کی جو بظاہر کثرت نظر آتی ہے وہ ممکن ہے کہ حقیقی کثرت نہ ہو، بلکہ محض شکلی کثرت ہو، کیونکہ ہمارے پاس حضرت سائب بن یزید کی روایت کے سوا دوسری کوئی روایت متصل نہیں ہے، یزید بن رومان اور یحییٰ بن سعید انصاری کی روایات منقطع ہیں اور ممکن ہے کہ ان روایات کا دار و مدار بھی انہی میں سے بعض پر ہو جنہوں نے پہلی روایت بیان کی ہے۔ اور اسکے علاوہ بعض دیگر احتمالات بھی ممکن ہیں اور معروف قاعدہ ہے کہ احتمال کے وجود سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔

### دوسری وجہ:

ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ محمد بن یوسف ثقہ و ثبت راوی کے طریق سے حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی گیارہ رکعتوں والی روایت ہی صحیح ہے جو کہ امام مالک نے بیان کی ہے اور جس نے اس عدد کی روایت میں امام مالک کی مخالفت کی ہے وہ اسکی خطا ہے۔ ایسے ہی محمد بن یوسف کی مخالفت کرنے والے ابنِ خصیفہ اور ابنِ ابی ذیاب کی روایتیں شاذ ہیں۔ اور علمِ اصطلاحاتِ حدیث میں یہ بات طے ہے کہ شاذ روایت منکر و مردود ہوتی ہے کیونکہ وہ خطا کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور خطا سے تقویت حاصل نہیں ہو کرتی۔ اور مقدمہ ابن الصلاح میں ہے:

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”اگر کوئی راوی کسی بات کے بیان کرنے میں منفر دہ جائے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُس بات میں وہ اپنے سے زیادہ حفظ و ضبط والے کی مخالفت کرتا ہے تو اسکی روایت شاذ و مردود ہوگی اور اگر وہ کسی ایسے راوی کی مخالفت نہ کرتا ہو بلکہ ایک ایسی بات بیان کرے جو دوسرے کسی نے بیان نہیں کی تو اسکے عادل و حافظ اور موثق اتقان و ضبط ہونے کی شکل میں اُسکا وہ اضافہ قبول کیا جائیگا۔“

اس اصول کی رو سے یہ بیس تراویح والی روایت حفظ و ضبط میں اولیٰ کی مخالفت کی بناء پر شاذ و مردود ہے اور یہ واضح بات ہے کہ علماء حدیث نے شاذ کو اسمیں پائی جانے والی خطا کے ظاہر ہونے کی وجہ سے رد کیا ہے اور جسمیں کوئی خطا ثابت ہو جائے تو پھر یہ بات کیسے معقول ہو سکتی ہے کہ اس سے کسی دوسری روایت کو تقویت دی جائے؟ لہذا ثابت ہوا کہ شاذ و منکر روایات تو معتد بہ ہی نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان سے استشہاد کرنا صحیح ہے بلکہ شاذ کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہیں۔ اور آگے یزید و یحییٰ کی منقطع روایات کے بارے میں بھی بالتفصیل ثابت کیا ہے کہ وہ دونوں بھی اصولاً ایک دوسری کو تقویت پہنچانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اس پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امیر صنعانی رحمہما اللہ کے تائیدی و اصولی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

آگے چل کر لکھا ہے: ”حضرت عمرؓ سے متعلقہ روایات کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے بالکل یہی یا اس سے ملتی جلتی بات ہی حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ سے مروی روایات کے بارے میں بھی کہی جائے گی بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے بعض سخت ضعیف ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ سے مروی دوسرے طریق والی روایت (سابقہ الذکر سا تو اں اثر) ہے۔ اور وہ اس لائق نہیں کہ اس دوسرے طریق سے طریق اول تقویت اختیار کر سکے۔“ ۱۰۹

### ہفت روزہ الاعتصام میں ایک استفتاء :

قرآن کریم اور خصوصاً کتب حدیث میں بعض وجوہات کی بناء پر تحریف و تبدل واقع ہوا یا

۱۰۹. تفصیل: صلوة التراویح ص: ۵۶-۵۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

بعض اہل علم نے اپنے نظریات کیلئے اسکا ارتکاب کیا، اور یہ تحریفات کسی ایک جگہ نہیں بلکہ کئی جگہ اور کئی مسائل میں کی گئیں، جن میں سے ہی ایک ”مسئلہ تراویح“ سے متعلقہ ایک حدیث بھی ہے۔

ان تحریفات کے سلسلہ میں ہی حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلالپوریؒ کا ایک رسالہ نعم الشہود علی تحریف الغالین فی ابی داؤد شائع ہوا تھا۔ کئی سال کے بعد اسی ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور نے بھی ”سنن ابی داؤد میں تحریف“ کے زیر عنوان شائع کیا گیا، اسمیں پہلے ایک استفتاء ہے جس میں سائل نے مولانا سلطان محمود محدث جلال پور پیرو والا ملتان سے پوچھا ہے:

”ابو داؤد شریف جو کہ فرید بگ سٹال لاہور کی چھاپی ہوئی ہے، اس کی پہلی جلد کے (ص: 531) پر یوں تحریر ہے :

(حَدَّثَنَا شِجَاعُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ  
الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ،  
كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النَّصْفِ  
الْبَاقِي... الْحَدِيثِ).

”ہمیں شجاع بن محمد نے حدیث بیان کی، ہمیں ہاشم نے حدیث بیان کی، ہمیں یونس بن عبید نے حدیث بیان کی، ہمیں عمر بن خطاب نے لوگوں کو ابی بن کعب ؓ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، اور دعائے قنوت صرف نصف ثانی میں ہی پڑھتے تھے۔“

حالانکہ اسی حدیث میں ابو داؤد مطبع مصر (۶۵/۲) میں [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہے، اور مشکوٰۃ مطبع لاہور میں بھی [لَيْلَةً] ہی ہے ”مظاہر حق“ مطبع لکھنؤ میں بھی [لَيْلَةً] ہی ہے، اس لئے [عِشْرِينَ لَيْلَةً] کی جگہ [عِشْرِينَ رَكْعَةً] (20 رکعت) فرید بگ اسٹال والے مترجم عبدالحکیم

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

خان اختر کی اختراع معلوم ہوتی ہے، اور اُس کے حاشیہ پر مترجم نے ایک نوٹ درج کیا ہے جو حسب ذیل ہے: ”اس حدیث کے الفاظ [كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً] کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، لیکن مولانا وحید الزمان صاحب نے ان لفظوں کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ بیس راتوں تک نماز پڑھا کرتے تھے، اور [عِشْرِينَ رَكْعَةً] کا بیس راتوں تک ترجمہ کر کے ممکن ہے کہ علامہ صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کو مطمئن یا خوش کر لیا ہو، لیکن ترجمانی کے پردہ میں حدیث کو بازيچہ اطفال بنا کر خیانت اور دھاندلی کا ایسا ارتکاب کیا ہے کہ اہل علم کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ اختلافی مسائل میں اپنے موقف کو درست منوانے کے لیے احادیث میں کتر بیونت کر جانا اہل علم کا شیوہ نہیں۔“

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ -

اب استفسار یہ ہے کہ سنن ابی داؤد کے نسخے میں الفاظ [عِشْرِينَ رَكْعَةً] صحیح ہیں یا [كِلَّةٌ] اور یہ کتر بیونت کس زمانہ میں ہوئی؟ اور اس کا بانی کون ہے؟

[آپ کا خادم علی محمد خطیب جامع مسجد الہدیث مداد، ڈاک خانہ خاص براستہ جنڈیالہ شیرخان ضلع وخصیل شیخوپورہ]۔

### مدیر ”الاعتصام“ کا نوٹ :

اس پر ”الاعتصام“ کے اس وقت کے مدیر مولانا حافظ صلاح الدین صاحب یوسف (صاحب تفسیر أحسن البیان) نے یہ نوٹ لکھا ہے :

”یہ عریضہ پڑھ کر سخت تعجب ہوا کہ اصل عربی نسخے میں تو ان حضرات نے تحریف کی تھی، اب بنائے فاسد علی الفاسد، کے مطابق ایک بریلوی ناشر نے اس تحریف کو اُردو میں منتقل کر کے اور اس پر مذکورہ حاشیہ آرائی کر کے [نالے چورنالے چتر] (یعنی چوری اور سینہ زوری) کا کردار ادا کیا ہے، یعنی تحریف کا کردار ادا کرنے والے خود ہیں لیکن اسے الہدیث مترجم مولانا وحید الزمان خان مرحوم کے سر منڈھ دیا ہے، جنھوں نے بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے۔“

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

فَاتَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ .

بہر حال عریضہ نگار کے اسی سوال کہ ابوداؤد میں یہ تحریف کیوں؟ کب؟ اور کیسے ہوئی؟ کے جواب میں ہم مولانا سلطان محمود صاحب حفظہ اللہ کا فاضلانہ مقالہ شائع کر رہے ہیں۔ ۱۰۱  
جس میں ابو داؤد کے نسخے میں مذکورہ تحریف کا جائزہ لیا گیا ہے، یہ مقالہ نعم الشہود علیٰ تحریف الغالین فی سنن أبی داؤد کے نام سے کئی سال قبل پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا تھا، اسے ضرورت مذکورہ کے تحت اب دوبارہ [الاعتصام] میں شائع کیا جا رہا ہے جس سے مذکورہ سوال کا جواب سامنے آجاتا ہے [وَهُوَ هَذَا] (ص، ی)۔  
اس ادارتی نوٹ کے بعد محدث جلال پوری کا رسالہ نقل کیا ہے، جس کا ضروری حصہ افادہ عام کیلئے ہم یہاں پیش کر رہے ہیں :

## شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب

### محدث جلال پوریؒ کا ایک محققانہ مقالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ .

ایک پانچ ورقی رسالہ بعنوان ”غیر مقلدین کے سفید جھوٹ کی حقیقت“ نظر سے گزرا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تراویح میں رکعات ہیں آٹھ نہیں، جس میں مصنف نے بہت سی غیر ذمہ داری کی باتیں لکھی ہیں، لیکن انکے جواب کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ یہ مسئلہ صدیوں سے علماء کے مابین موضوع بحث رہ چکا ہے، اور اس پر فریقین کی طرف سے اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ اب مزید

۱۰۱ مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری چند سال ہوئے وفات پا گئے ہیں۔ عَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَهٗ وَ رَحْمَةً رَّحْمَةً وَّاسِعَةً ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

لکھنا ایک چھیڑخانی اور بحث برائے بحث کے علاوہ کچھ نہیں، البتہ صرف ایک بات ایسی نظر سے گزری جوئی ہے، اور خطرہ ہے کہ اس سے نئے نئے فتنے جنم لیں گے، اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء اسلام کو اس پر توجہ دلائی جائے تاکہ آئندہ کے لیے اس قسم کی ناپاک تحریفوں کو دینی دفاتر میں راہ پانے سے روکا جاسکے، اور وہ بات یہ ہے کہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ: (5) پر ابو داؤد شریف کے حوالے سے ایک حدیث کے الفاظ یوں نقل کیے گئے ہیں :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۞ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ

كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً) .۱۱۱

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب

ؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی بن کعب ؓ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ

لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے“.

یہ ہے مصنف رسالہ کی عبارت، اس میں خط کشیدہ لفظ یعنی [رَكْعَةً] غلط ہے صحیح لفظ [كَيْلَةً] ہے، یعنی ابوداؤد شریف کی حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۞ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ

كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عَشْرِينَ كَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي

النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْوَاحِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ

فَكَانُوا يَقُولُونَ أَبِى أَبِي) .۱۱۲

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں

کو حضرت اُبی بن کعب ؓ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں

تراویح پڑھاتے تھے، اور نصف ثانی کے سوا دعاء قنوت نہیں کرتے تھے، جب

۱۱۱. بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۳۲ بابت ۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء .

۱۱۲. ابوداؤد

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

آخری عشرہ آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے ہیں۔“

یہ ہیں حدیث کے اصل الفاظ جن میں بیس راتوں کا ذکر ہے نہ کہ بیس رکعتوں کا، اور ظاہر ہے کہ [کَيْلَةً] کی بجائے [رُكُوعَةً] کا لفظ لانا اور اسے بیس تراویح کے ثبوت کے لیے مستدل بنانا ایک اہم دینی کتاب میں شرمناک تحریف ہے۔ اگر سوال پیدا ہو کہ جب [كَيْلَةً] کی بجائے [رُكُوعَةً] بعض مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے تو پھر اسے تحریف کیوں کہا جائے؟ تو جواباً عرض ہے کہ جن نسخوں میں لفظ [رُكُوعَةً] موجود ہے، ان کی حقیقت بعد میں بیان کی جائے گی، اُس سے پہلے وہ شواہد دیکھ لیئے جائیں جو تحریف پر دلالت کرتے ہیں اور وہ کئی امور ہیں :

### پہلی شہادت :

1318ھ تک ابوداؤد کے جتنے نسخے ہندوستان میں طبع ہوئے، ان سب میں [کَيْلَةً] کا لفظ ہی مطبوع ہے، کہیں بھی [رُكُوعَةً] والے نسخے کا اشارہ نہیں۔ اور اسی طرح بیرون ہند آج تک جہاں بھی یہ کتاب طبع ہوئی، ان تمام مطبوعہ نسخوں میں لفظ [كَيْلَةً] ہی مرقوم ہے کہیں بھی [رُكُوعَةً] کا اشارہ تک نہیں ہے، سوائے ان دو تین نسخوں کے جن کو دیوبندی ناشرین نے طبع کرایا، جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

### دوسری شہادت :

جن اسلاف آئمہ و علماء نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے یہی حدیث نقل فرمائی، ان سب نے [کَيْلَةً] کا لفظ نقل کیا، کسی نے بھی [رُكُوعَةً] کے نسخہ کا صراحتاً یا اشارہ ذکر نہیں کیا، ملاحظہ ہو [مشکوٰۃ المصابیح، باب القنوت، فصل ثالث] کی پہلی حدیث، جس کو صاحب مشکوٰۃ نے یوں نقل کیا ہے :

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ص جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِي  
كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عَشْرِينَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

النِّصْفِ الْبَاقِي، فَاِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْاٰخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلِّيْ فِي  
بَيْتِهِ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبِيْ اَبِيٍّ ۱۱۳

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اور صرف نصف ثانی میں ہی دعاء قنوت کرتے تھے، اور جب عشرہ اخیر آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے، اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے ہیں“۔

اسی طرح نصب الراہیہ للامام الزلیعی الحنفی میں ہے :

(وَاللِّشَافِعِيَّةُ فِي تَخْصِيصِهِمُ الْقُنُوتَ بِالنِّصْفِ الْاٰخِرِ مِنْ رَمَضَانَ  
حَدِيْثَانِ: الْاَوَّلُ اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ  
الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اَبِيْ بِنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ  
عِشْرِيْنَ لَيْلَةً..... الْحَدِيْثُ). ۱۱۴

”شافعیہ کے پاس دعاء قنوت کو رمضان شریف کے نصف ثانی کے ساتھ خاص کرنے کی دو دلیلیں ہیں: پہلی دلیل ابو داؤد میں ہے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز تراویح پڑھنے پر جمع کیا اور وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے... الخ“۔

نیز مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری میں ہے :

(وَعَنِ الْحَسَنِ وَهُوَ الْبَصْرِيُّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ  
النَّاسَ عَلٰى اَبِيْ بِنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ

۱۱۴ نصب الراہیہ، جلد ثانی، ص: ۱۶۶۔

۱۱۳ ابو داؤد۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

لَيْلَةً... الخ) ۱۵

”اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا تو وہ انھیں بیس راتیں نماز (تراویح) پڑھاتے تھے“.

معلوم ہونا چاہیے کہ مختصر سنن ابی داؤد امام منذری کی کتاب ہے، جس میں امام موصوف نے سنن ابی داؤد کی تلخیص فرمائی ہے، یعنی ابوداؤد کے متون حدیث کو بحذف اسانید ذکر فرمایا ہے، ان تینوں بزرگوں کی کتب سے منقولہ عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل حدیث میں [لَيْلَةً] ہی ہے اور انہوں نے یا ان کے علاوہ کسی دوسرے بزرگ نے کہیں بھی لفظ [رَكْعَةً] کا اشارہ نہیں کیا، اسی قسم کے حوالے بہت سے دیئے جاسکتے ہیں، لیکن اختصار کے لیے انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے .

### تیسری شہادت :

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو امام ابوداؤد ہی کے واسطے سے اپنی کتاب السنن الکبریٰ میں مسنداً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

(أَبَانَا أَبُو عَلِيٍّ الرَّوْذِبَارِيُّ أَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ دَاسَةَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُخَلَّدٍ ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا يُونُسُ بْنُ عَبِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ، فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عَشْرِينَ لَيْلَةً وَلَا يَفْنُثُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ فَكَانُوا يَقُولُونَ أَبِى أَبِي.) ۱۶

۱۵ مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذرى جلد ثانی ص: ۱۴۵

۱۶ السنن الکبریٰ جلد ثانی ص: ۴۹۸ .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”ہمیں خبردی ابوعلیٰ روزباری نے، ہمیں خبردی ابو بکر بن داسہ نے، ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ہمیں حدیث بیان کی شجاع بن مخلد نے، ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے، ہمیں خبردی یونس بن عبید نے، اور بتایا کہ حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پراکٹھے کیا، وہ انہیں بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے اور صرف نصفِ آخر میں دعاءِ قنوت کرتے تھے، جب عشرہٴ اخیر آتا تو جماعت کروانا بند کر دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے ہیں“۔

### چوتھی شہادت :

روایت مذکورہ کے چوتھے جملے یعنی [فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْوَأخِرُ تَخَلَّفَ] کا آغاز فائے تفریع و ترتیب سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جملہ دوسرے جملے یعنی [فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عَشْرِينَ لَيْلَةً] پر مرتب ہے اور یہ ترتیب اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب اس جملہ میں لفظ [لَيْلَةً] ہی ہو، اگر اس جملہ میں لفظ [رَكْعَةً] ہو تو پھر ترتیب اور تفریع صحیح نہیں رہتے اور باوجود فائے تفریع کے یہ عبارت بے جوڑی بن جاتی ہے [كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ لَهُ أَدْنَى مُمَارَسَةٍ بِالْعَرَبِيَّةِ] .

### پانچویں شہادت :

مولانا خلیل احمد صاحب حنفی سہارن پوری نے اپنی مشہور کتاب بذل المجہود فی حلّ ابی داؤد میں اس حدیث کو جب بغرض شرح لکھا ہے تو لفظ [لَيْلَةً] ہی کو ذکر کیا ہے اور اسی پر اپنی شرح کی بنیاد رکھی ہے، ان کی عبارت یہ ہے :

(فَكَانَ أَبِي يُصَلِّي لَهُمْ عَشْرِينَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، الظاهر أن المراد من الباقي العشر الأوسط كانه لا يقنُت إلا في العشرة الثانية وأما العشرة الثالثة فيتخلف فيها في

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بَيْنِهِ وَيَتَفَرَّدُ عَنِ النَّاسِ فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ أَبِي عَنْ  
الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ وَكَانُوا أَيُّ النَّاسِ يَقُولُونَ أَبَقِيَ أَيُّ قَرٍّ  
فَهَرَبَ أَبِي. ۷۱۱

”حضرت ابیؓ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اور دعائے قنوت صرف نصف  
اخیر میں ہی کرتے تھے، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نصف اخیر [یا نصف باقی] سے  
مراد عشرہ وسطیٰ ہے گویا وہ صرف عشرہ وسطیٰ میں دعائے قنوت کرتے تھے، رہا  
عشرہ اخیرہ تو اس میں وہ جماعت کرانا ہی چھوڑ جاتے تھے اور لوگوں سے الگ  
تھلگ اپنے گھر میں اکیلے نماز پڑھتے تھے، جب عشرہ اخیرہ آتا تو وہ مسجد سے  
الگ ہو جاتے اور اپنے گھر میں تراویح پڑھتے تو لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے  
ہیں۔“

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا نے دوسرے علماء کے خلاف نصف باقی سے بیس راتوں کا  
آخری نصف یعنی درمیانہ عشرہ مراد لیا ہے، حالانکہ باقی علماء نے بالخصوص شوافع نے نصف  
الباقی سے رمضان کا آخری نصف مراد لیا ہے اور مولانا کا یہ مراد لینا تب صحیح ہو سکتا ہے کہ جب  
لفظ [عِشْرِينَ لَيْلَةً] کا ہو، اگر لفظ [عِشْرِينَ رَكْعَةً] کا ہو تو پھر اس کا نصف باقی تو آخری دس  
رکعتیں ہوں گی نہ کہ رمضان کا درمیانہ عشرہ اور غالباً مولانا نے یہ توجیہ اس لیے کی ہے کہ شوافع  
کا مذہب ہے کہ قنوت الوتر رمضان کے نصفِ آخر کے ساتھ خاص ہے، اور وہ لوگ اس حدیث  
سے استدلال کرتے ہیں، اب اس توجیہ سے یہ حدیث ان کا مستدل نہیں بن سکے گی، بہر حال  
اس کی توجیہ کچھ بھی کیوں نہ ہو، مولانا نے اس لفظ کو [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہی قرار دیا ہے [رَكْعَةً]  
نہیں۔

۷۱۱ بذل المجہود فی ابی داؤد مولانا خلیل احمد سہارنپوری بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور  
۱۳۰۸ھ/۱۱/۲۳ ۱۹۸۸ء مقالہ حضرتہ العلامہ محدث جلاپوری۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

پھر یہ بات بھی زیر غور رہنی چاہیے کہ امام ابو داؤد کی سنن کے نسخہ جات جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے نقل کیے متعدد ہیں، جن میں سے زیادہ متعارف تین ہیں، ابوعلیٰ لؤلؤی کا نسخہ جو ہمارے بلاد میں مطبوع ہے اور ابن داسہؒ کا، اور ابن الأعرابیؒ کا، ان نسخوں میں اختلافات ہیں، کہیں اختلافات لفظی اور کہیں الفاظ کی کمی بیشی یا روایات کی کمی زیادتی، اور ان اختلافات نسخ کو بالعموم شراح نے بیان کر دیا ہے اور خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی، جیسا کہ انھوں نے حضرت علیؑ کی تَحْتَ الشَّرَّةِ والی حدیث کو ابن الأعرابی کے نسخہ سے نقل فرما دیا ہے ان کی عبارت یہ ہے:

(وَاعْلَمَ أَنَّهُ كَتَبَ هَهُنَا عَلَى الْحَاشِيَةِ أَحَادِيثَ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ فَيُنَاسِبُ لَنَا أَنْ نَذْكُرَهَا، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ الْبُنَائِيُّ بَنُو نَيْنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقِ الْوَاسِطِيِّ أَبُو شَيْبَةَ ضَعِيفٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَائِيِّ الْأَعْصَمِ بِمُهْمَلَتَيْنِ الْكُوفِيِّ مَجْهُولٌ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السُّوَائِيِّ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَالْمَدِّ يُكْنِيهِ صَحَابِيُّ مَعْرُوفٌ صَحَبَ عَلِيًّا، أَنَّ عَلِيًّا ﷺ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضَعُ الْكُفِّ عَلَى الْكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشَّرَّةِ .

رواهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ السُّوَاكِيُّ الْحَدِيثُ ثَابِتٌ فِي بَعْضِ نُسَخِ أَبِي دَاوُدَ وَهِيَ نُسَخَةُ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ وَلَمْ يُوجَدْ فِي غَيْرِهَا..... الخ) ۱۱۸

اور یہ بات بھی علم میں رہے کہ انھوں نے حاشیہ میں اس مقام پر ابن الأعرابی سے کئی احادیث لکھی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ذکر کر دیں۔ رواقہ سند کے اسماء اور انکے صحیح ۱۱۸ بذل المجہود جلد ثانی (ص: ۲۳) .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ضبط کے بعد کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

”سنت یہ ہے دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر، ناف کے نیچے باندھا جائے“.

اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد نے روایت کیا ہے، امام شوکانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابوداؤد کے بعض نسخوں میں موجود ہے، یعنی ابن الأعرابی کے نسخہ میں موجود ہے اور اسکے علاوہ دوسرے کسی نسخہ میں نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو کہ کس طرح مولانا نے اس مقام پر دوسرے نسخے کی روایت اس جگہ بیان فرما کر اس کی شرح بھی کردی اور اپنے دلائل متعلقہ تَحْتَ السُّرَّةِ میں اس کو بھی پیش کر دیا، اب اگر حضرت ابیؑ کی حدیث میں بھی نسخوں کا اختلاف ہوتا اور کہیں بھی لفظ [رُكْعَةً] کا وجود ہوتا تو مولانا اپنے استدلال کی خاطر اس کا ذکر فرماتے اور اپنے متدرّات میں ایک دلیل بڑھالیتے، حالانکہ بیس (20) رکعات ثابت کرنے کے لیے انھوں نے علامہ شوق نیومی کی کتاب آثار السنن میں سے وہ روایتیں بھی نقل کر دی ہیں جن کے جوابات کئی بار علمائے حدیث دے چکے ہیں، لیکن اس روایت کے بارے میں اشارہ تک نہیں فرمایا، ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل لفظ [عِشْرِينَ كَيْلَةً] ہی ہے اور اس کو [عِشْرِينَ رُكْعَةً] بنانا تحریف ہے۔

**یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟:**

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہند میں ۱۳۱۸ھ تک جتنے نسخے سنن کے مطبوع ہوئے ان سب کے سب میں [عِشْرِينَ كَيْلَةً] ہی مطبوع ہے اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نسخوں کے اختلاف کا نہیں ہے، البتہ جب مولانا محمود حسن کے حواشی کے ساتھ سنن کو چھپوایا گیا تو ناشرین نے خود یا کسی کے مشورہ سے متن میں [كَيْلَةً] اور اس کے اوپر [ن] کا نشان دے کر حاشیہ پر [رُكْعَةً] لکھ دیا، اس کے بعد جب مولانا فخر الحسن کے حواشی کے ساتھ طبع کرایا گیا تو اس کے متن میں [رُكْعَةً] لکھا اور اس کے اوپر [ن] کا نشان دے کر حاشیہ پر [كَيْلَةً] لکھ دیا، تا کہ یہ تاثر عام ہو جائے کہ یہاں نسخوں کا اختلاف ہے، اسی طرح بذل الجھود کے ساتھ سنن ابی داؤد کی طبع کے وقت متن

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

میں [لَيْلَةً] لکھا اور اوپر [ن] کا نشان دے کر حاشیہ پر [رُكْعَةً] لکھا، اور اس کے ساتھ یہ عبارت لکھ دی [كَذَا فِي نُسْخَةِ مَقْرُوَّةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ إِسْحَاقَ رَحِمَهُ اللَّهُ] بغیر اس وضاحت کے کہ یہ عبارت کس کی ہے؟ اس نسخہ کو کس نے دیکھا تھا اور کہاں دیکھا تھا اور اب وہ نسخہ کہاں ہے؟ یاد رہے کہ یہ عبارت مولانا کی شرح کی عبارت میں نہیں بلکہ اصل کتاب یعنی سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر لکھی گئی ہے، پس یہ عبارت مجہول القائل ہونے کی بناء پر ناقابل اعتماد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس پوری کی پوری کاروائی سے یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ سنن ابی داؤد کے بعض نسخوں میں [عِشْرِينَ رُكْعَةً] موجود ہے تاکہ اس حدیث کو بیس (20) رکعات تراویح کے ثبوت میں پیش کیا جاسکے، لیکن شواہد کے ہوتے ہوئے اس کاروائی کو ایک قسم کی تدلیس اور تلبیس نہ سمجھا جائے تو کیا کہا جائے؟ اگر کوئی کم فہم یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے علماء کے نام پر اور انکے حواشی کے ساتھ کتابیں چھپوائی جائیں اور ان کتابوں میں ایسی تحریف کی جائے اور وہ خود یا ان کے شاگرد جو بڑے بڑے علماء ہیں، اس پر خاموش رہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟ تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ممکن اور ناممکن کی بحث بے فائدہ ہے، دنیا میں اس سے بڑی اُن ہونی باتیں ہو چکیں اور آج تک موجود ہیں اور کسی کو بھی سوائے زبانی باتوں کے ان کی اصلاح کی توفیق نہیں ملی، حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سے کون واقف نہیں؟ اور ان کی کتاب 'ایضاح الادلہ' کو کون نہیں جانتا؟ جو مولانا نے ایک الجحدیث عالم کے جواب میں لکھی، جب کہ اس عالم نے ردِ تقلید پر آیت ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ سے استدلال کیا تو مولانا نے اس کا جواب دیا اور اپنے خیال میں اس کے جواب میں ایک آیت بھی لکھ دی اور اسی اپنی پیش کردہ آیت کو مستدل بنایا۔ لیکن اس آیت کا موجودہ کلام مجید میں کہیں بھی وجود نہیں، وہ لکھتے ہیں:

”اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ فی الحقیقت حکم تو حکم خداوندی ہے اور منصب حکومت

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

انبیائے کرام علیہم السلام و امام و قاضی و آئمہ مجتہدین یا دیگر اولو الامر عطاءے خداوند متعال بعینہ اس طرح پر ہوگا، جیسے منصب حکم، حکام ماتحت کے حق میں عطاءے حکام بالادست ہوتا ہے اور جیسے اطاعت حکام ماتحت سراسر اطاعت حکام بالادست سمجھی جاتی ہے، اسی طرح پر اطاعت انبیائے کرام علیہم السلام و جملہ اولی الامر بعینہ اطاعت خداوند جل جلالہ خیال کی جائے گی اور متبعین انبیائے کرام اور دیگر اولی امر کو خارج از اطاعت خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا جیسا متبعین احکام حکام ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعت حکام بالادست کہنے لگے یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا: [فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ]۔

ظاہر ہے کہ اولی الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھیے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولو الامر واجب الاتباع ہیں، آپ نے آیت: ﴿فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن کریم میں یہ آیت ہے، اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے، عجب نہیں کہ آپ دونوں آیتوں کو حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کے نسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں، اتنی۔ ۱۱۹

سابقہ عبارت کو غور سے دیکھا جائے کہ مولانا مرحوم کس طرح اہلحدیث عالم کی پیش کردہ آیت: ﴿فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ کے مقابلہ میں ایک دوسری آیت پیش کر رہے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ اور کس طرح اس عالم اہلحدیث پر پھبتی کتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ آیت تو دیکھ لی لیکن یہ دوسری آیت معروضہ احقر کا آپ کو اب تک پتہ نہیں چلا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوسری آیت جس کا تعارف مولانا ”آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر“ کے الفاظ سے کر رہے ہیں، قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے؟ یہ کتاب مولانا کے نام پر چھپی اور غالباً آپ کی زندگی میں چھپی اور آپ کے شاگردوں نے جو بڑے بڑے علماء

۱۱۹ ”ایضاح الأدلہ“ (ص: 97)۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

تھے دیکھی، کیا کسی کو توفیق ملی کہ اس کی اصلاح کرے، اگر یہ ناممکن سی بات وجود میں آسکتی ہے تو پھر اس قسم کی کسی بھی کوتاہی کو جو کسی سے بھی سرزد ہو، ناممکن نہیں کہا جاسکتا اور اس قسم کی کوتاہیوں کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی سوائے اسکے کہ: ”الْعِصْمَةُ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ خَاصَّةً ﷺ“ ۱۲۰

### حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو کی تحقیقات کا خلاصہ :

کتب حدیث میں تغیر و تبدل کے سلسلہ میں حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو نے اپنی کتاب ”نتائج التقلید“ میں بڑی تفصیل ذکر کی ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں :

”سنن ابی داؤد ایسی مشہور و معروف اور مستند درسی کتاب جو صحاح ستہ کا جزء شمار کی جاتی ہے، اس میں نماز تراویح باجماعت کا ابتدائی واقعہ بلفظ یوں مروی ہے :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنٍ

كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَلَا يَفْتُتُ بِهِمْ.....

الْحَدِيثِ). ۱۲۱.

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے

لوگوں کو حضرت ابی بن کعب ﷺ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ انھیں بیس راتیں

تراویح پڑھاتے اور دعائے قنوت نہیں کرتے تھے، سوائے...))

الغرض دنیا بھر کے مطبوعہ اور قدیم قلمی نسخوں میں یہ حدیث [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے

منقول ہے، نہ صرف یہی بلکہ علامہ ولی الدین رحمہ اللہ ایسے مشہور محدث نے مشکوٰۃ

المصابیح میں بھی یہ حدیث ابوداؤد کے نام سے [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے نقل کی ہے،

چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے جمع قلمی اور تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ حدیث اسی لفظ سے پائی جاتی

۱۲۰ ہفت روزہ الاعتصام بابت 23 ذوالقعدہ 1408ھ بمطابق 8 جولائی 1988ء

۱۲۱ سنن ابو داؤد، باب القنوت فی الوتر، مطبوعہ مصر ابو داؤد مطبوعہ قادری دہلی ۱۲۷۲ء جلد اول

(ص: ۲۰۱)، ابو داؤد مطبوعہ محمدی دہلی ۱۲۶۲ء جلد اول (ص: ۲۰۳) .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے، ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ مطبوعہ نور محمد حنفی نقشبندی (ص: 115) باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث، مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح [ملا علی قاری] مطبوعہ مصر (ص: 167) فصل ثالث، اشعة اللمعات [شیخ عبدالحق] شرح المشکوٰۃ، باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث۔

### پہلا حملہ :

(شیخ الہند) مولوی محمود الحسن صاحب نے سنن ابو داؤد مطبوعہ مجتہائی دہلی کی تصحیح کرتے وقت اس حدیث کے متن میں تو لفظ [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہی رہنے دیا، لیکن تصدیق و تائید حقیقت کے لیے [لَيْلَةً] پر نسخ کا نشان دے کر حاشیہ میں یوں لکھا: [رُكْعَةً كَذًا فِي نُسْخَةٍ مَقْرُوءَةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ إِسْحَقَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى ۱۲۲]

### دوسرا حملہ :

مولوی خلیل احمد صاحب سہارن پوری نے شیخ الہند کی تصحیح کردہ ابو داؤد کو پسند کرتے ہوئے بذل المجہود فی حلّ ابی داؤد اس پر لکھی ہے، اور باب قنوت فی الوتر کی حدیث [عِشْرِينَ لَيْلَةً] کے متن اور حاشیہ کو اسی طرح بحال رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے، یعنی متن ابو داؤد میں تو [عِشْرِينَ لَيْلَةً] ہی رکھا اور حاشیہ پر لکھ دیا [رُكْعَةً كَذًا فِي نُسْخَةٍ مَقْرُوءَةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ إِسْحَقَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى]۔ ملاحظہ ہو: بذل المجہود (ص: 368) گویا آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا ہے کہ سنن ابی داؤد میں [عِشْرِينَ لَيْلَةً] اور [عِشْرِينَ رُكْعَةً] دونوں طرح آیا ہے، حضرت شیخ محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس پر افتراء کی حقیقت کو جاننے کے لیے حضرت شیخ کے خاص حنفی تلامذہ سے مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ جو خاص طور پر حضرت شیخ کے درس کا حوالہ ذکر کرنے کے عادی ہیں، انکے حاشیہ کا دیکھ لینا ضروری ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری [باب إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ] کے

۱۲۲ ابو داؤد جلد اول، ص: ۲۱۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حاشیہ میں بغیر اپنی تحقیق کیے صرف حضرت شیخ الہند کے قول سے [الْاَرْكَعَتِي الْفَجْرَ] بہتی کا حوالہ لکھا ہے، اگر سہارن پوری صاحب رحمہ اللہ [رُكْعَةً] والے نسخہ کا ذکر درس شیخ میں سن پاتے تو اپنے حاشیہ مشکوٰۃ یا بخاری میں ضرور ذکر کرتے، اور ایسے ہی حضرت شیخ کے دوسرے تلمیذ نواب قطب الدین صاحب نے بھی ”مظاہر الحق“ میں ذکر نہیں کیا، پھر شیخ کے قریب کے زمانہ میں دو حنفی بزرگوں کی تصحیح سے سنن ابو داؤد کے دو نسخے مطبوع ہیں، ایک قادری دہلوی اور دوسرے محمدی دہلوی تھے، ان میں بھی حنفی بزرگوں نے [رُكْعَةً] والے نسخہ کا ذکر نہیں کیا، جو اس امر کی مجسم دلیل ہے کہ یہ سب بعد کی ساخت پر داخ است ہے .

### تیسرا حملہ :

مولوی فخر الحسن اور فیض الحسن صاحبان گنگوہی رکن رکین دیوبند دونوں باپ بیٹے نے ابوداؤد مطبوعہ مجیدی کانپور 1345ھ کی تصحیح و حواشی کرتے ہوئے [رُكْعَةً] کو متن حدیث میں لکھ کر اصل پر [نسخہ] کا نشان دیتے ہوئے حاشیہ میں [كَيْلَةً] کو نسخہ قرار دے دیا، ملاحظہ ہو: ابوداؤد (ص: 202) مع حاشیہ تعلیق المحمود جلد اول مطبوعہ مجیدی کانپور .

### چوتھا حملہ :

چوتھے شہسوار نے ابوداؤد مطبوعہ نو لکشور کی تصحیح کرتے ہوئے پہلے تینوں سے بڑھ چڑھ کر جو ہر یوں دکھائے کہ [عَشْرِينَ كَيْلَةً] کو متن حدیث میں ہی [عَشْرِينَ رُكْعَةً] کر دیا، ملاحظہ ہو: ابوداؤد (ص: 203) مطبوعہ نو لکشور .

### بیس تراویح پر دعوائے اجماع اور اسکی حقیقت :

بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس رکعات تراویح پر اجماع ہو گیا تھا اور پھر تمام شہروں میں اسی پر عمل برقرار رہا جیسا کہ علامہ عینی نے عمدۃ القاری (۱۷۸/۷۴) میں، علامہ پیشی نے مجمع الزوائد (۱۷۲/۳) میں اور ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ (۱۷۵/۲) میں ذکر کیا ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

## علاّمہ مبارکپوری کی تحقیق :

جبکہ علاّمہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ بالکل باطل ہے، کیونکہ خود علاّمہ عینی نے عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ عدد رکعات تراویح کے بارے میں بکثرت اقوال پائے جاتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ واقعہ حرہ سے پہلے یعنی تقریباً ایک سو اور چند سال سے زیادہ عرصہ سے لیکر آج تک مدینہ منورہ میں اڑتیس رکعات تراویح اور ایک رکعت وتر پر عمل ہوتا آ رہا ہے، جبکہ خود اپنے لیے امام دارالہجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے گیارہ رکعتیں اختیار فرمائیں۔ اور معروف فقیہہ اسود بن یزید چالیس رکعات تراویح اور سات رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ باقی اقوال بھی پیش نظر رکھیں جو علاّمہ عینی نے ذکر کیے ہیں (جنگلے بارے میں اس موضوع کے شروع میں اشارہ کیا جا چکا ہے)۔

اب ان سب اقوال کو پیش نظر رکھ کر ہمیں کوئی بتائے کہ میں تراویح پر اجماع کہاں ہوا؟ اور تمام شہروں میں اس پر عمل برقرار کیسے رہا؟ ۱۲۳

## شیخ البانی کا نظریہ :

علاّمہ مبارکپوری کے اس اجماع کو بالکل باطل قرار دینے کا تذکرہ کرنے کے بعد شیخ البانی لکھتے ہیں کہ اسکی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر اجماع کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو متاخرین فقہاء اسکی مخالفت نہ کرتے حالانکہ تراویح کے بارے میں آٹھ سے کم اور زیادہ دونوں قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں لہذا صرف کسی کتاب میں اجماع کا ذکر کر دینے سے اجماع ثابت نہیں ہو جاتا اور پھر جب کسی ایسے اجماع کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے جستجو کی جاتی ہے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اجماع کے بارے میں ایسے اکثر دعوے غلط ہیں مثلاً بعض لوگ تین رکعات وتر پر اجماع کے مدعی ہیں، حالانکہ بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ ۱۲۴

۱۲۴ تحفة الاحوذی ۵۳۱/۳-۵۳۲ . ۱۲۴ نماز تراویح ص: ۹۷ اردو، ص: ۲۰ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

## نواب صدیق حسن خاں کا ارشاد :

اجماع کے متعلق علامہ نواب صدیق حسن خاں (والی ریاست بھوپال) صحیح مسلم کی شرح السراج الوہاج کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں :

”اجماع کا ذکر کرنے میں بہت زیادہ سہل انگاری سے کام لیا گیا ہے۔ جو شخص فقہی مذاہب سے معمولی واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ فقہی مذاہب کے پیروکار اس خیال میں مبتلا ہیں کہ فلاں مذاہب کے پیروکار جس مسئلہ پر متفق ہو چکے ہیں انکا وہ اتفاق گویا اجماع ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کا خیال بہت ہی فاسد ہے۔ نتیجتاً معمولی بصیرت رکھنے والا کوئی شخص جب دیکھے گا کہ فلاں کام عوام میں رواج پذیر ہے تو وہ اس پر اجماع کی چھاپ لگانے کی کوشش کرے گا، اگرچہ اسکے اس غلط فعل سے مخلوق الہی کو عظیم خطرات سے ہی کیوں نہ دوچار ہونا پڑے۔ کسی دلیل کی روشنی میں تو اس قسم کا فیصلہ عوام الناس پر ٹھوسا جاسکتا ہے، لیکن اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ دعوائے اجماع میں حزم و احتیاط کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا بلکہ مشہور چار فقہی مکاتب فکر جس مسئلہ میں متفق الرائے ہوں، وہ اس اتفاق کو اجماع سے تعبیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ متاخرین علماء میں سے امام نووی اور ایسے ہی بعض دیگر علماء دعوائے اجماع کے معاملے میں غیر محتاط ہیں۔ صحیح مسلم پر انکی شرح میں اسکی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ محققین علماء ایسے اجماع کو جت نہیں مانتے کیونکہ مذاہب اربعہ کے وجود میں آنے سے پہلے والے تین زمانوں کو خیر القرون قرار دیا گیا ہے اور آئمہ اربعہ کا دور خیر القرون میں سے نہیں ہے۔ اور پھر انکے دور میں بھی انکے علاوہ کتنے ہی کبار اہل علم موجود تھے جو کہ درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔ اور پھر انکے دور سے لیکر دورِ حاضر تک ہر عہد میں مشہور اہل علم و فضل موجود رہے ہیں جو کہ اجتہاد و استنباط کی دولت سے بہرہ ور بھی تھے اور اس حقیقت سے کوئی بھی مُصنّف مزاج شخص انکار نہیں کر سکتا، اگرچہ دورِ حاضر میں راہِ اعتدال اختیار کرنا اور انصاف کی بات کہنا کارے دارد۔

غرض کسی مسئلہ میں صرف آئمہ اربعہ کے اتفاق کر لینے کو اجماع قرار دینا ان آئمہ و اہل علم کے ساتھ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ناالصافی ہے جو کہ خود اُن آئمہ اربعہ کے عہد میں علمی جاہ و جلال رکھتے تھے اور ان کے علم و فضل کا طغنه چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا“۔ - ۱۲۵

### امام شوکانی کا نقطہ نظر:

عموماً جب بعض کتب میں ”جماع“ کی بحث کو دیکھا جاتا ہے تو قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جس نے اجماع کو نقل کیا ہے اسے اس مسئلہ میں اختلاف کا علم ہی نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ ناقل کے عدم علم سے اختلاف کا عدم وجود تو ہرگز لازم نہیں آتا، زیادہ سے زیادہ اُس اجماع کو ظن کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے اور ظن کو اجماع کی دلیل قرار دینا صحیح نہیں جبکہ ظن حجت ہی نہیں اور اجماع حجت ہے لہذا کسی ایک شخص کے ظن سے پوری امت کو کسی فعل کا پابند کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ المختصر جس اجماع کی بنیاد ظنی قضا یا پر استوار ہوگی ایسے اجماع کو ٹھکرانے میں کسی پس و پیش سے ہرگز کام نہ لیا جائے، جبکہ جمہور علماء اصول کا کہنا ہے کہ اجماع میں اخبارِ آحاد کو بھی شرف قبولیت سے نہیں نوازا جائیگا۔ - ۱۲۶

اس موضوع کی مزید تفصیل التقریب للقتاضی، حصول المامول للشوکانی، دلیل الطالب للآب اور احکام الاحکام لابن حزم وغیرہ کتب میں دیکھ سکتے ہیں۔

### خلاصہ کلام:

سابقہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیس تراویح پر اجماع کا دعویٰ بلا دلیل ہونے کی وجہ سے باطل ہے اور اس عدد پر استمرار و دوام کا دعویٰ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ گیارہ رکعتیں (آٹھ تراویح + تین وتر) ہی ثابت ہیں، اور بیس کی تمام روایات ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔ پھر امت کے اجماعی مسائل کو جمع کرنے والے قدیم عالم امام ابن المنذر (318ھ) نے اپنی کتاب الاجماع میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ - ۱۲۷

۱۲۵۔ مقدمہ السراج الوہاج فی کشف مطالب صحیح مسلم ابن الحجاج ۳/۱، بحوالہ سابقہ ص: ۷۹-۸۰، ص: ۷۲-۷۳ عربی ۱۲۶۔ بحوالہ نماز تراویح ص: ۸۰-۸۱، ملخصاً ۷۳-۷۴ عربی، وبل الغمام حاشیہ شفاء الاوام للشوکانی ۱۲۷۔ دیکھیے: الاجماع بتحقیق ڈاکٹر صغیر احمد

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

البتہ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی کے شامی مؤلف شیخ سعدی ابو حسیب نے حال ہی میں جو یہ کتاب (1394ھ، 1974ء میں) مرتب کی تو اسمیں المغنی ۲/۱۳۹ اور بدایۃ الجتہد ۲۰۲ کے حوالہ سے لکھ دیا کہ نماز تراویح بیس رکعتیں ہے اور یہ حضرت عمرؓ کا عمل ہے اور انکے عہد خلافت میں صحابہ کرامؓ کا اسی عدد پر اجماع ہو گیا تھا۔ ۱۲۸

جبکہ اس دعوے کی حیثیت متعین کرنے کیلئے تفصیل ہم نے ذکر کر دی ہے، اسکی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ اس دعویٰ کے وقت حزم و احتیاط سے کام نہیں لیا گیا بلکہ یہ سراسر جلد بازی کا نتیجہ ہے، ورنہ صحیح الاسناد آثار سے عہد فاروقی میں اور خصوصاً حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد گیارہ رکعتوں کی دلیل ہے، اور مرفوع احادیث اس پر مستزاد ہیں جن سے گیارہ رکعتوں کا ہی ثبوت ملتا ہے، تو پھر بیس پر اجماع کا دعویٰ چہ معنی دارد؟

مؤلف موسوعہ کو چاہیئے تھا کہ اس اجماع کو اگر نقل کیا ہی تھا تو پھر اس پر بھی اسی طرح تعین و حاشیہ چڑھا دیتے جیسا انھوں نے اسی جلد اول (ص: 669) پر مدرک رکوع کی رکعت کے سلسلہ میں چڑھایا ہے کہ جب کتنے ہی کبار آئمہ و فقہاء (جن میں سے بعض کے انھوں نے نام لکھے ہیں اور بعض کی طرف اشارہ کیا ہے) مدرک رکوع کی رکعت کو نہیں مانتے تو پھر رکعت شمار کرنے پر اجماع کا دعویٰ کرنے والوں پر بھی تجب ہے۔ اس طرح براءت ذمہ اور علمی امانت کی ادائیگی ہو جاتی اور بیس تراویح پر اجماع کی قلعی بھی کھل جاتی۔ اور ص: 656، 658، 660، 665 پر ہی بس نہیں بلکہ شروع کتاب سے لیکر دونوں جلدوں کے ساڑھے بارہ سو صفحات پر سینکڑوں ایسی تعلیقات موجود ہیں، لیکن شاید کوئی ذہنی تحفظ تراویح کے مسئلہ پر تعلق چڑھانے سے مانع رہا ہو۔

وَ اللّٰهُ مِنْ وَرَاءِ الْقُصْدِ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ایسے ہی اجماع کے دعوؤں کے پیش نظر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ المعروف بہ امام اہل السنۃ نے فرمایا تھا:

(مَنِ ادَّعَى الْاِجْمَاعَ فَقَدْ كَذَبَ وَ مَا يُدْرِيهِ وَ النَّاسُ قَدْ

اِخْتَلَفُوا) ۱۲۹

”جس نے کسی مسئلہ پر اجماع کا دعویٰ کیا۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اسے کیا

معلوم ہے کہ کہیں اہل علم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہو۔“

اور اس سے ملتے جلتے خیالات ہی امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی ہیں۔

### مسئلہ تراویح اور سعودی علماء و مشائخ :

بعض لوگ سعودی عرب کے کسی عالم کے کسی قول و عمل کو بنیاد بنا کر یہ رٹ لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ سعودی علماء بھی تراویح کے قائل و فاعل ہیں۔ جبکہ یوں ”سعودی علماء“ کا اطلاق ہرگز درست نہیں، بلکہ سعودی عرب کے ہزار ہا علماء میں سے صرف چند علماء ایسے ہیں جنہیں اس سلسلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے، جیسے شیخ عطیہ محمد سالم اور شیخ عبدالعزیز المسلمان رحمہما اللہ وغیرہ۔ اور صرف ایک دو علماء کا نام لے کر کوئی کہہ دے کہ ”سعودی علماء“ بھی تراویح کے قائل و فاعل ہیں تو یہ سراسر غلط بات اور مغالطہ دہی ہے کیونکہ سعودی عرب میں رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ معدودے چند علماء کے سوا پورے ملک کی تمام مساجد میں نماز تراویح کی امامت کروانے والے آئمہ و علماء صرف گیارہ رکعت ہی پڑھاتے ہیں اور یہ عمل عام اس بات کی دلیل ہے کہ ”سعودی علماء“ آٹھ تراویح کو ہی سنت و افضل سمجھتے ہیں، البتہ آٹھ سے زیادہ کو عام نفل سمجھتے ہوئے پڑھنے سے منع نہیں کرتے، اور اس بنیاد پر آٹھ سے زیادہ تراویح پڑھنے سے کوئی بھی تو منع نہیں کرتا، اور اس نظریہ کے مطابق زیادہ پڑھنے والوں پر واقعی تکلیف نہیں کرنی چاہئے البتہ آٹھ سے زیادہ کو ”سنت“ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ بقیہ رکعتیں محض نفل کہی جاسکتی ہیں۔

۱۲۹ بحوالہ موسوعۃ الاجماع، مقدمہ ص: ۲۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

### علامہ ابن باز رحمہ اللہ :

سعودی علماء میں سے امام عصر علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انکی سربراہی میں کام کرنے والی دائمی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ کے مجموعہ میں انکی رائے یوں مرقوم ہے:

(وَالْأَفْضَلُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ غَالِبًا وَهُوَ أَنْ يَقُومَ بِمَمَانِ  
رُكْعَاتٍ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ مَعَ الْخُشُوعِ وَ  
الطَّمَأِينَةِ وَتَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ لِمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ...) ۱۳۰

”افضل وہ ہے جو نبی ﷺ کا غالب و اکثر عمل تھا کہ ہر شخص آٹھ رکعتیں پڑھے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے، اور پھر تین رکعات وتر پڑھے، اور پوری نماز میں خشوع و خضوع، سکون و اطمینان اور ترتیل قرآن ضروری ہے، چنانچہ امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں یہی [گیارہ رکعتیں ہی] ثابت ہیں.....“

اور اس سے آگے موصوف نے صحیح بخاری و مسلم والی وہ حدیث بھی ذکر فرمائی ہے جو ہم اس موضوع کے شروع میں [پہلی حدیث کے طور پر] ذکر کر آئے ہیں۔

### علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ :

سعودی علماء میں سے فقیہ عصر علامہ محمد بن صالح ابن تیمیہ سے کون ناواقف ہے؟ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ”مجالس شہر رمضان“ میں لکھا ہے :

”سلف صالحین امت نے نماز تراویح دوتر کی رکعات میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے 41، کسی نے 39، کسی نے 29، کسی نے 23، کسی نے 19، کسی نے 13، کسی نے 11

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور کسی نے کچھ اور کہا ہے۔ اس کے بعد موصوف اپنی رائے یا فتویٰ یوں لکھتے ہیں :

(وَأَرْجَحُ هَذِهِ الْأَقْوَالِ أَنَّهَا إِحْدَى عَشَرَ أَوْ ثَلَاثَ عَشَرَ لِمَا فِي

الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا .....). ۱۳۱

”ان سب اقوال میں سے راجح تر قول گیارہ یا تیرہ رکعتوں والا ہے جسکی

وجہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے“

اس سے آگے علاء مہ موصوف نے وہی حدیث ذکر کی ہے جسکی طرف سابقہ سطور میں اشارہ گزرا ہے اور صحیح بخاری کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی نقل کی ہے جس میں تیرہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے، اور آگے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والا وہ اثر بھی ذکر کیا ہے جس میں انھوں نے دو صحابہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم فرمایا تھا، جو ہم اس موضوع کے شروع میں [چوتھی حدیث کے طور پر] ذکر کر آئے ہیں اور یہی تفصیل انھوں نے اپنی کتاب ”فصول فی الصیام والتراویح و الزکوٰۃ“ میں ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

(وَالسُّنَّةُ أَنْ يُقْتَصَرَ عَلَى إِحْدَى عَشَرَ رَكْعَةً) ۱۳۲

”سنت یہی ہے کہ گیارہ رکعتوں پر ہی اکتفاء کیا جائے“۔

پھر متعلقہ احادیث ذکر کر کے آگے جا کر گیارہ سے زیادہ رکعتیں پڑھنے میں کوئی حرج نہ ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے :

”لَكِنِ الْمُحَافَظَةُ عَلَى الْعَدَدِ الَّذِي جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ مَعَ التَّائِبِي

وَالتَّطَوُّبِ لِأَفْضَلُ وَأَكْمَلُ“۔ ۱۳۳

۱۳۲ کتاب مذکور، ص: ۱۴

۱۳۱ مجالس شہر رمضان ص: ۱۹۔

۱۳۳ کتاب مذکور، ص: ۱۶-۱۷

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”لیکن حدیث میں وارد مسنون عدد (یعنی گیارہ رکعتوں) پر محافظت ہی افضل و اکمل ہے اور ساتھ ہی اطمینان و سکون اور طویل قراءت و تلاوت کا بھی اہتمام ہونا چاہیے“

### ایک اشکال کا حل :

جن بعض احادیث میں تیرہ رکعات آئی ہیں، اُن تیرہ رکعات سے مراد گیارہ تراویح اور وہ دو رکعتیں ہیں جو نبی ﷺ نے دو ایک مرتبہ نماز تہجد کے ساتھ وتروں کے بعد بیٹھ کر پڑھی تھیں تاکہ وتروں کے بعد بھی رات کو عبادت و نماز کا جواز مہیا فرمائیں، یا پھر یہ نماز فجر کی پہلی دو سنتیں ہیں، جنہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کی قیام اللیل کی رکعتیں سمجھا، جیسا کہ امام نووی، علامہ عینی، اور مبارکپوری نیز دوسرے شارحین نے وضاحت کی ہے۔ ۱۳۴

### مسئلہ تراویح اور سعودی فتویٰ کمیٹی :

سعودی عرب کی فعال فتویٰ کمیٹی نے بھی نماز تراویح کی گیارہ رکعتوں کا ہی فتویٰ دیا ہے چنانچہ مجموع فتاویٰ اللجنة الدائمة میں لکھا ہے :

(صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ سُنَّةٌ، سَنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ قَدْ دَلَّتِ الْأَدِلَّةُ عَلَى أَنَّهُ عَلَيْهِ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَ لَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدٍ عَشْرَةَ رَكْعَةً) . [دستخط شیخ عبد اللہ بن قعود، شیخ عبد اللہ بن

غدیان، شیخ عبد الرزاق عقیفی، علامہ ابن باز]. ۱۳۵

”نماز تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور دلائل شاہد ہیں کہ نبی ﷺ رمضان اور کسی بھی دوسرے مہینے میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے“۔

۱۳۴ دیکھیے: شرح مسلم نووی ۱۶/۶۳-۲۱، عمدة القاری ۱۷/۸۷، ۲۰۵، ۲۰۶، ۱۲۶/۱۱، ۱۲۷،

تحفة الاحوذی ۵۲۲/۳-۵۳۲ ۱۳۵ مجموع فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱۹۷-

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## مسئلہ تراویح اور آئمہ و علماء حرمین شریفین :

حرمین شریفین کی آذان و اقامت، نماز پنجگانہ، خطبات جمعہ و عیدین اور نماز تراویح کی جماعت سعودی ٹیلیویشن سے لائیو نشر ہوتی ہے اور لوگ اکہری اقامت بھی سنتے ہیں، نماز میں سینے پر یا کم از کم ناف سے اوپر بندھے ہوئے ہاتھ بھی دیکھتے ہیں۔ آئین کی آواز سے حرمین شریفین کا گونج جانا بھی محسوس کرتے ہیں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والی رفع یدین بھی دیکھتے ہیں۔ آئمہ و علماء حرمین شریفین کے خطبات جمعہ و عیدین میں توحید باری تعالیٰ کا غلغلہ بھی سنتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسکے سوا کسی کو نہ پکارنا، غیر اللہ سے استغاثہ و استعانت نہ کرنا، قبروں کو نہ چومنا، انکا طواف نہ کرنا، درباروں مزاروں پر چڑھاوے نہ چڑھانا، پیروں فقیروں کے نام سے کام کرنے والے بہرہ پیوں کے ہاتھ ایمان و مال نہ لٹانا، نبی ﷺ کی سنت کو حرز جان بنانا، بدعات سے اپنے ہاتھ نہ رنگنا اور اپنے اعمال برباد نہ کرنا، یہ سب باتیں سنتے ہیں، اور تین و تر پڑھنے کا طریقہ بھی دیکھتے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ سال بھر کے شب و روز کے اعمال و افعال میں سے اگر کوئی چیز دل و دماغ اور کانوں میں اٹک بلکہ چمٹ کر رہ جاتی ہے تو وہ صرف [بیس تراویح] ہے۔

دیگر تمام مسائل سے چشم پوشی اور مسئلہ تراویح پر گرم جوشی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اصل حقیقت کو واضح کرنے کی بجائے حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا جاتا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے جو ہر شخص دیکھتا اور جانتا ہے کہ حرمین شریفین میں ہر امام صرف دس رکعتیں ہی پڑھاتا ہے، نہ کہ بیس جیسا کہ عموماً مغالطہ ہوتا اور دیا جاتا ہے۔ پہلے ایک امام دس رکعتیں پڑھاتا ہے اور پھر دوسرا آتا اور وتروں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھاتا ہے۔

ان دو مسجدوں [حرمین شریفین] کے، دوسری عام مساجد سے مختلف حالات کو پیش نظر رکھا جائے، شرفِ زمان و مکان بھی ملحوظ رہے (زیارت و طواف کرنے والے اور ہزاروں لاکھوں گنا

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اجرو ثواب وغیرہ) اور خاص مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سمیت پوری مملکتِ سعودی عرب اور پوری خلیجِ عربی کے ممالک کی دیگر لاکھوں مساجد میں گیارہ رکعتیں پڑھائی جانے پر بھی غور کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ افضل و سنت اور صحیح تر صرف گیارہ رکعتیں ہی ہیں اور اگر کوئی عام نفلی نماز قرار دیتے ہوئے اس سے زیادہ بھی پڑھتا ہے تو اس کا فعل موجبِ نکیہ نہیں ہے۔ ویسے بھی مصادرِ شریعت صرف قرآن و سنت اور اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، نہ کہ کسی ملک، علاقے یا کسی شہر کا کوئی عمل۔

آل سعود کی حکومت سے پہلے حرمین شریفین میں چار مصلے ہوا کرتے تھے۔ ایک ہی نماز کی چار آذائیں چار ہی امام اور چار ہی جماعتیں۔ اب اس کا کیا کریں گے؟ اور پھر یہ بھی کہہ ہی لینے دیجئے کہ جن لوگوں کے نزدیک دیگر تمام مسائل و احکام [اصول و فروع] میں آئمہ حرمین ”وہابی“ اور ناقابلِ التفات ہیں، اُن کے یہاں تراویح کے مسئلہ میں وہ کیسے قابلِ التفات و عمل ہو گئے؟ لگتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

اپنے آپ کو اصول و عقائد میں ماتریدی [اشعری]، فروع و احکام میں حنفی اور تصوف و سلوک میں نقشبندی، سہروردی، چشتی اور قادری سلسلوں کے پابند ماننے والے ان ”وہابیوں“ کے پیروکار کیسے بن گئے؟ جن کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کو دہرانے کے فتوے بھی دیئے جا چکے ہیں۔

اور اگر واقعی ”پراناغصہ“ تھوک چکے ہیں تو پھر بسم اللہ کیجئے جس طرح بیس تراویح میں آئمہ کعبہ و حرمین کو دلیل بنا رہے ہیں، اُسی طرح اصول و عقائد اور فروع و احکام میں بھی انہی کی طرح خالص کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ پر عمل کا رویہ اپنائیں۔ کیونکہ اسی میں ہی ہم سب کی بھلائی و نجات ہے۔

وَاللّٰهُ الْمَوْقُوْ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

## آٹھ رکعات تراویح کا ثبوت علماء و فقہاء احناف کی کتب سے :

سابق میں ہم متعدد صحیح احادیث اور بعض آثار صحابہ ﷺ ذکر کر آئے ہیں جنکی رو سے تراویح کا عدد مسنون آٹھ رکعتیں ہی ہے؟ اور توروں سمیت گیارہ رکعات۔ اور انہی احادیث و آثار کے پیش نظر ہی اور تو اور، خود ہمارے علماء احناف نے بھی اعتراف کیا ہے کہ تراویح کا عدد مسنون گیارہ [مع وتر] ہی ہے۔

[1] علامہ عینی حنفی نے عمدة القاری میں نبی اکرم ﷺ کے باجماعت نماز تراویح پڑھانے سے تعلق رکھنے والی احادیث کی شرح میں لکھا ہے:

فَإِنْ قُلْتُ : لَمْ يُبَيِّنْ فِي الرَّوَايَاتِ الْمَذْكُورَةِ عَدَدُ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي ، قُلْتُ : رَوَاهُ ابْنُ حَزْرِيْمَةَ وَ ابْنُ حَبَّانٍ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ. ۱۳۶

”اگر آپ کہیں کہ ان روایات میں اس بات کی وضاحت تو نہیں آئی کہ ان راتوں میں نبی ﷺ نے باجماعت نماز تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں؟ تو میں کہوں گا کہ صحیح ابن خزیمہ و ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور پھر وتر پڑھے۔“

یہی حدیث علامہ زیلیعی حنفی نے نصب الرایة میں نقل کی ہے۔ اور بیس رکعتوں والی حدیث کو ضعیف قرار دینے کے ساتھ ساتھ ہی انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بھی ذکر کی ہے جس میں سال بھر کی ”صلوٰۃ اللیل“ گیارہ رکعتیں ذکر ہوئی ہیں۔ ۱۳۷

[2] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد خاص امام محمد نے اپنی کتاب مؤطا میں ام المؤمنین

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی گیارہ رکعتوں والی مذکورۃ الصدر حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

(بِهَذَا نَأْخُذُ كَلِمَةً)۔ ۱۳۸۔

”ہم اسی سب کو لیتے ہیں“۔

امام محمد نے گیارہ رکعتوں والی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

(بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ) ”ماہ رمضان میں قیام اللیل [تراویح] کا بیان“۔ ۱۳۹۔

[3] مولانا عبدالحق نے امام محمد کی اس ترویج پر لکھا ہے: (وَيُسَمَّى التَّارَوِيحُ، قِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ) ”تراویح کو ہی قیام ماہ رمضان بھی کہا جاتا ہے“۔ ۱۴۰۔

یہی بات نصب الراية (۱۵۲/۲)، شرح مسلم (۲۵۹/۱)، تنویر الحوالک (۱۳۵/۱) اور التعلیق الصبیح (۱۰۴/۲) میں بھی کہی گئی ہے۔

اور یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ امام محمد کا یہ کہنا کہ ”ہم اسی سب کو لیتے ہیں“ اور بیس رکعتوں کا ذکر تک بھی نہیں کیا، اس سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے، کیونکہ امام صاحب سے بیس رکعت تراویح صحیح سند سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

[4] امام ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں عدد تراویح سے تعلق رکھنے والی احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

(فَتَحْصَلَ مِنْ هَذَا كَلِمَةٌ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

بِالْوُتْرِ فِي جَمَاعَةٍ، فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)۔ ۱۴۱۔

۱۳۸۔ مؤطا امام محمد ص: ۹۳ فی بعض الطبعات ص: ۱۳۸۔ ۱۳۹۔

۱۳۹۔ دیکھیے: مؤطا امام محمد ص: ۱۳۸۔ ۱۴۰۔ التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد ص: ۱۳۸۔

۱۴۱۔ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول ص: ۳۳۴۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

”اس ساری تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ قیام رمضان کی مسنون تعداد گیارہ رکعتیں مع الوتر ہے باجماعت، نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔“

[5] مولانا عبدالحی لکھنوی مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد اور دیگر کتب میں لکھتے ہیں کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ورتوں کے سوا آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، ۱۴۲۔

[6] اپنی کتاب ”تحفة الاخيار“ میں پرائیوں نے لکھا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ جن راتوں میں نبی ﷺ نے جماعت کروائی تھی تو آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُنکی تعداد آٹھ رکعتیں تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ ۱۴۳۔

[7] اپنی ایک تیسری کتاب عمدة الرعايه میں بھی رکعتوں کی تعداد آٹھ اور تین و تر ذکر کی ہے اور ابن حبان کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیا ہے۔ ۱۴۴۔

[8] ہدایہ پر اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ 1286ھ میں مجھ سے پوچھا گیا کہ جس نے آٹھ رکعات تراویح پڑھیں جنکا تذکرہ صحیح ابن حبان میں ہے اور تین رکعات و تر ادا کیں، تو کیا وہ تارک سنت ہوگا؟ تو اُس کا میں نے جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ تمام علماء اصول صرف اُس عمل کو ”سنت“ کہتے ہیں جس پر نبی ﷺ نے ہمیشگی کی، سنت کی تعریف کی رو سے نماز تراویح کی سنت تعداد صرف وہی [8 رکعتیں] ہوگی جسکا ذکر ہوا ہے۔ ۱۴۵۔

[9] شرح معانی الآثار طحاوی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم دینے والی حضرت سائب بن

۱۴۲ التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد ص: ۹۳ و فی بعض الطبعات ص: ۱۳۸، عمدة الرعاية

علی شرح الوقایة ۱/۲۰۷، و تحفة الاخيار ص: ۲۸ و حاشیہ ہدایہ ۱۵۱/۱۔

۱۴۳ تحفة الاخيار، ص: ۳۸۔

۱۴۵ حاشیہ ہدایہ ۱۵۱/۱۔

۱۴۴ عمدة الرعايه حاشیہ شرح وقایہ ۱/۲۰۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

یزید سے مروی حدیث مذکور ہے، اور یہ روایت مؤطا امام مالک [ص: ۴۰] میں بھی موجود ہے، اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوت میں آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت بھی وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہی ہے۔ ۱۴۶۔

[10] ملا علی قاری مرقلة شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت نماز تراویح علاوہ وتر کے پڑھائی تھی۔ ۱۴۷۔

[11] مولانا محمد زکریا کاندھلوی مؤطا امام مالک کی شرح أوجز المسالك میں لکھتے ہیں کہ یقیناً محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے ۱۴۸۔

[12] مولانا انور شاہ کشمیری نے تقریر ترمذی (العرف الشذی) میں لکھا ہے کہ اس بات کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح پڑھی ہے۔ ۱۴۹۔

ایک جگہ موصوف لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ آٹھ تراویح ہی ثابت ہیں اور بیس رکعتوں والی حدیث ضعیف ہے اور اسکے ضعف پر تمام محدثین کرام کا اتفاق ہے۔ ۱۵۰۔

[13] اپنی کتاب ”فیض الباری شرح صحیح البخاری“ میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مرفوع حدیث میں تیرہ رکعتوں سے زیادہ نماز تراویح ثابت نہیں ہے۔ ۱۵۱۔

[14] جبکہ اپنی کتاب ”کشف الستار“ میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماہ رمضان میں گیارہ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر کی جماعت کروائی تھی جیسا کہ ابن خزیمہ و

ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے۔ ۱۵۲۔

[15] بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب لطائف قاسمیہ مکتوب سوئم

۱۴۶ شرح معانی الآثار طحاوی - ۱۴۷ المرقاة ۱۴۵/۲ وفی البعض ص: ۱۷۲ -

۱۴۸ أوجز المسالك ۳۹۰/۱ - ۱۴۹ العرف الشذی ص: ۳۰۹ وفی البعض ص: ۳۲۹ -

۱۵۰ العرف الشذی ص: ۳۰۹ - ۱۵۱ فیض الباری ۴۲۰/۱ -

۱۵۲ کشف الستار ص: ۷۷

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

میں لکھتے ہیں: (یا زہدہ از فعل سرور عالم ﷺ آکد از بست)۔ ۱۵۳

”نبی اکرم ﷺ سے جو گیارہ رکعتیں مع الوتر ثابت ہیں وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں“۔

[16] فتح سر المنان فی تائید مذهب النعمان میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ آجکل بیس رکعات تراویح کو سنت بتایا جا رہا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں آپ ﷺ کے حکم کے بموجب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل رہا جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں گیارہ رکعات [مع الوتر] سے زیادہ نماز تراویح نہیں پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے حال سے خوب واقف تھیں۔ ۱۵۴

[17] علاء ماہ بن نجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں:

”ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق آٹھ رکعت تراویح سنت ہے کیونکہ نبی ﷺ سے مع وتر گیارہ رکعات تراویح ہی ثابت ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے“۔ ۱۵۵

اس سے آگے موصوف نے بقیہ بارہ رکعتوں کو صرف استحباب کا درجہ دیا ہے، سنت نہیں مانا۔

[18] علاء مہ طحاوی حاشیہ در المختار میں لکھتے ہیں:

”نبی ﷺ نے بیس تراویح نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں“۔ ۱۵۶

اور آگے امام طحاوی نے فتح القدير ابن الہمام اور بحر الرائق ابن نجیم ہی کی طرح ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق سنت صرف آٹھ تراویح ہے اور بقیہ بارہ رکعتیں

۱۵۳ لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم۔

۱۵۴ فتح سر المنان فی تائید مذهب النعمان ص: ۳۲۷ نیز دیکھیے: الحق الصریح للقاسمی۔

۱۵۵ بحر الرائق ۲۲/۱ اور ایک طبع میں ۶۶/۲، مسک المختار ۲۸۸/۱

۱۵۶ حاشیہ در المختار علاء مہ طحاوی ۲۹۵/۱

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

محض مستحب۔ ۱۵۷

- [19] علامہ احمد حموی حاشیۃ الاشباہ میں لکھتے ہیں:
- ”بلاشبہ نبی ﷺ نے بیس رکعتیں نہیں بلکہ آٹھ رکعات تراویح پڑھی ہیں“۔ ۱۵۸
- [20] ابوالسعود کی شرح کنز الدقائق میں مرقوم ہے:
- ”نبی ﷺ نے تراویح بیس رکعت نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں“۔ ۱۵۹
- [21] مولانا محمد احسن نانوتوی اپنے حاشیہ کنز الدقائق میں رقمطراز ہیں:
- ”نبی ﷺ نے تراویح کی بیس رکعتیں نہیں بلکہ صرف آٹھ رکعات پڑھی ہیں“۔ ۱۶۰
- [22] علامہ شامی رد المحتار المعروف فتاویٰ شامیہ میں فرماتے ہیں:
- ”دلیل کے لحاظ سے صرف آٹھ تراویح ہی سنت ہے اور باقی رکعتیں صرف مستحب ہیں“۔ ۱۶۱
- [23] شیخ عبدالحق دہلوی اپنی معروف کتاب ما ثبت بالسننہ میں لکھتے ہیں:
- ”صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ نے گیارہ رکعت تراویح پڑھی ہیں جیسا کہ قیام اللیل میں آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی“۔ ۱۶۲
- [24] اپنی دوسری کتاب مدارج النبوه [فارسی] میں تحریر کرتے ہیں:
- ”تحقیق اور صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں گیارہ رکعت [تراویح] ہی پڑھا کرتے تھے جو کہ آپ ﷺ تہجد میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ معروف ہے“۔ ۱۶۳
- [25] نفحات رشید میں لکھا ہے:
- ”نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھیں، نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں“۔ ۱۶۴

- ۱۵۷ حوالہ سابقہ، نیز دیکھیں: مسک الختام ۱/۲۸۸۔
- ۱۵۹ شرح کنز ص: ۲۶۵۔
- ۱۶۱ فتاویٰ شامیہ/۳۹۵
- ۱۶۳ مدارج النبوه ۱/۳۶۵۔
- ۱۵۸ حاشیۃ الاشباہ ص: ۹۔
- ۱۶۰ حاشیہ کنز نانوتوی ص: ۳۶۔
- ۱۶۲ ما ثبت بالسننہ ص: ۲۹۲۔
- ۱۶۴ نفحات رشید بحوالہ مسک الختام ۱/۲۸۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

[26] مولانا احمد علی سہارنپوری نے اپنے حاشیہ بخاری شریف میں لکھا ہے:  
 ”قیام رمضان [تراویح] گیارہ رکعت مع وتر سنت ہے، جسے نبی ﷺ نے باجماعت ادا کیا ہے۔“ ۱۶۵۔

[27] اور ہدایہ کی شرح عین الہدایہ میں موصوف لکھتے ہیں:  
 ”صحیح حدیث کی رو سے وتر سمیت نماز تراویح کی صرف گیارہ رکعتیں ہی ثابت ہیں۔“ ۱۶۶۔  
 [28] اور یہی بات انھوں نے اپنی بعض دیگر کتب میں بھی کہی ہے۔ ۱۶۷۔  
 [29] ابوالحسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں:  
 ”یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعتیں تراویح مع وتر پڑھائی تھیں“ ۱۶۸۔  
 [30] اور اپنے فتاویٰ شرنبلانی میں وہ لکھتے ہیں:

”نبی ﷺ نے صرف گیارہ رکعتیں مع وتر باجماعت پڑھائی ہیں اور بیس رکعتوں والی روایت ضعیف ہے۔“ ۱۶۹۔

[31] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مؤطا کی فارسی شرح مصطفیٰ میں لکھا ہے:  
 ”رسول اللہ ﷺ کے عمل سے [تراویح کی] گیارہ رکعتیں ایک ثابت شدہ حقیقت ہے؟“ ۱۷۰۔  
 ان کتب میں علماء و فقہاء احناف میں سے علماء مدطحاوی و نانو توی نے بیس رکعتوں کے سنت نبوی ﷺ ہونے کی تردید کی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری نے تقریر ترمذی (العرف الشذی) میں بیس رکعتوں والی روایت کے ضعیف ہونے پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔

علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں، علامہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری

۱۶۵ حاشیہ بخاری شریف ۱۵۴/۱ - ۱۶۶ عین الہدایہ ص: ۵۲۲۔

۱۶۷ دیکھئے: المفاتیح لاسرار التراویح ص: ۹) ۱۶۸ مراقی الفلاح، ص: ۳۴۷۔

۱۶۹ فتاویٰ شرنبلالی - ۱۷۰ مصطفیٰ شرح مؤطا فارسی مع مسوئی ۱۷۷/۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

شرح بخاری میں، احمد بن حنبل نے بحر الرائق میں، ططاوی نے حاشیہ در المختار میں اور مولانا عبدالحئی نے حاشیہ ہدایہ میں صرف آٹھ رکعات تراویح کو ہی ”سنت رسول ﷺ“ لکھا ہے اور بقیہ بارہ رکعتوں کو ”مستحب“۔ ۱۷۱

### آٹھ اور بیس کے اختلاف سے نکلنے کا راستہ:

نماز تراویح کی رکعتیں آٹھ سے لیکر انچاس (49) تک مختلف ادوار میں پڑھی گئی ہیں لیکن ان میں سے دو عدد ہی زیادہ مشہور اور معمول بہ ہیں جو کہ آٹھ اور بیس ہیں۔

اور آٹھ اور بیس کے اختلاف سے نکلنے کیلئے اگرچہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے تو لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وتروں سمیت گیارہ رکعتوں پر اکتفاء کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے زیادہ رکعتیں جائز ہی نہیں ہیں۔ ۱۷۲

لیکن اکثر اہل علم نے اس کا یہ حل بھی پیش کیا ہے کہ تراویح کی اصل اور مسنون رکعتیں تو صرف آٹھ اور وتروں سمیت گیارہ ہی مانی جائیں، کیونکہ صحیح احادیث و آثار صحابہ ﷺ میں یہی وارد ہے، لیکن چونکہ لوگ رمضان کی مبارک رات یا رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارنا چاہتے تھے اور صرف آٹھ رکعتوں میں اتنا وقت گزارنا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنا پڑے گا کہ ہر کس ونا کس کی برداشت سے باہر ہوگا۔ اسلیئے مختلف ادوار میں لوگوں نے اوسط درجہ کی تلاوت کے ساتھ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر، رات کے باقی حصے میں مطلق نفل کی حیثیت سے مزید کچھ رکعتیں پڑھنی شروع کر دیں اور چونکہ نفلوں کیلئے کوئی حد اور تعین نہیں بلکہ جو جتنی رکعتیں چاہے پڑھ سکتا ہے، اسلیئے آٹھ رکعتوں پر جو اضافہ ہوا، اسمیں مختلف لوگوں کا معمول مختلف رہا ہے یعنی کسی نے سولہ، کسی نے بیس، کسی نے چوبیس، کسی نے اٹھائیس، کسی نے چونتیس، کسی نے چھتیس، کسی نے

۱۷۱ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے: فتاویٰ علماء حدیث مولانا علی محمد سعیدی ۲۰۸/۶-۲۰۷، رکعات تراویح مولانا کرم الدین سلفی، صلوة التراویح مولانا عبدالرحمن فاضل دیوبند، علامہ حافظ محمد ابراہیم میرسیالکوٹی ۱۷۲ نماز تراویح، فصل ثالث ص: ۳۹ اور ص: ۳۳ عربی

اڑتیں، کسی نے چالیس اور کسی نے بیالیس رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد تین یا سات وتر پڑھے تھے۔ عدد کی اس کمی بیشی کا انحصار محض پڑھنے والوں کی رغبت و شوق پر تھا۔

اور تراویح کے متعلق جن علماء احناف کے اقوال ہم نے پیش کیے ہیں یا جن کی طرف انکی کتب کے حوالوں سے اشارہ کیا ہے، انھوں نے بھی اختلاف سے نکلنے کا یہی حل بتایا ہے کہ آٹھ رکعتیں تو سنتِ رسول ﷺ ہیں اور باقی نفل و مستحب۔ لہذا جو شخص آٹھ تراویح پڑھتا ہے اور ان پر کوئی اضافہ نہیں کرتا تو اسکا یہ فعل بھی صحیح ہے، بلکہ سنت و ثابت یہی عدد ہے۔ اور اگر کوئی شخص بیس تراویح پڑھتا ہے اور ان میں سے آٹھ کو سنت ثابتہ اور بقیہ بارہ کو محض نفل و مستحب کی حیثیت سے ادا کرتا ہے تو بھی آپس میں تشدد کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر کوئی شخص جذبات کی رو میں بہہ کر، اپنے کچھ مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر خواہ مخواہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے اُن میں سر پھٹول کروائے اور آٹھ سے زیادہ کو قطعاً ناجائز اور بدعت قرار دے یا صرف بیس کو ہی سنت مؤکدہ ٹھہرائے اور اس میں کمی بیشی کو مکروہ و بدعت، خلافِ اجماع اور شفاعتِ نبوی ﷺ سے محرومی کا سبب قرار دے تو یہ سنگین غلطی ہے اور ماضی میں ہمارے برصغیر کے بعض جو شیلے بھڑکیے اور جذباتی قسم کے واعظین و مبلغین سے ایسی غلطیاں سرزد ہوتی رہی ہیں، حالانکہ ہمیں اسکی بجائے کچھ وسعتِ ظرنی سے کام لینا چاہیے اور ایسے مسائل میں شمشیرِ تفسیق و تکفیر نہیں چلانی چاہئے۔

### ایک لطیفہ :

ایسے خالص تحقیقی مسائل میں مناظرانہ ڈائیلاگ بولنے سے بھی گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ لطیفے تو قرار دیئے جاسکتے ہیں مسئلہ نہیں اور دین، مسائل چاہتا ہے لطائف نہیں۔

مثلاً بعض واعظین یہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات میں گیارہ بھی آجاتی ہیں لہذا جو شخص بیس رکعتیں پڑھتا ہے اس نے گیارہ رکعات والی حدیث پر بھی عمل کر لیا۔ بریلوی جمعیت علماء پاکستان کے ایک سابق سربراہ [صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحب۔ آلومہار۔ سیالکوٹ۔ پاکستان] کے

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بارے میں معروف ہے کہ وہ تو کہا کرتے تھے کہ ہم بیس پڑھتے ہیں اور یہ ”ابجدیث“ آٹھ پڑھتے ہیں۔ اگر قیمت کے دن اللہ نے آٹھ طلب کر لیں تو ہم عرض کریں گے کہ اے اللہ! ان میں سے ہماری آٹھ قبول کر لے اور بارہ ہمیں لوٹا دے۔

اور اگر اللہ نے بیس طلب کر لیں تو یہ ”وہابی“ اُس وقت بارہ رکعتیں کہاں سے لائیں گے؟ یہ اور ایسی ہی بعض دیگر باتیں نہایت مضحکہ خیز ہیں اور اس قابل بھی نہیں کہ انکی طرف التفات ہی کیا جائے۔ دین نہ ہو گیا، بازیچہ اطفال ہو گیا۔ ایسی باتوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے، ہاں علم و تحقیق کا معاملہ ہو تو دوسری بات ہے۔

### وسعت ظرفی :

یہاں ایک اور بات کی طرف اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں [سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں] بعض لوگ نماز تراویح تو امام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جب وتروں کی ادائیگی کا وقت آتا ہے تو الگ ہو جاتے ہیں اور یہ محض اس بناء پر کہ یہ امام صاحب ہمارے طریقہ [مسلک] کے مطابق وتر نہیں پڑھاتے یعنی نماز وتر کی پہلی دو رکعتیں [شفع] الگ پڑھ کر سلام پھیر کر پھر تیسری رکعت [وتر] الگ پڑھتے ہیں۔

جبکہ تین رکعات وتر کو ادا کرنے کے یہ دونوں طریقے ہی ثابت ہیں۔ جن میں سے پہلا طریقہ تین رکعتوں کو اکٹھے ہی ایک سلام سے ادا کرنے والا ہے اور یہ صرف ایک ہی تشہد سے ہے، درمیانی قعدہ ثابت نہیں ہے۔ اور دوسرا طریقہ دو سلاموں والا ہے اور یہ طریقہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے، لہذا اگر کوئی امام دو سلاموں سے تین رکعتیں پڑھاتے ہیں تو ان کے ساتھ بھی نماز وتر باجماعت ادا کر لینی چاہئے۔

ویسے بھی جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ”چاروں امام برحق ہیں“۔ تو پھر کسی بھی امام کے پیچھے کوئی بھی نماز ادا کرنے سے گریز کیوں کیا جائے؟

۳۱۔ فصیل کیلئے دیکھیے ہماری کتاب ”نماز پنجگانہ کی رکعتیں“ مسائل و احکام وتر و تہجد کا باب۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

خاص طور پر جبکہ یہ دو سلاموں والا طریقہ بھی حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ ۳۱  
 اور اگر وہ اس بناء پر الگ ہو جاتے ہیں کہ پہلے بیس رکعتیں پوری کر لیں اور پھر وتر پڑھیں گے  
 تو بھی انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ وتر امام کے ساتھ پڑھ لینے چاہئیں کیونکہ اس طرح انہیں  
 انکی جماعت اور اسکا ثواب مل جائیگا اور یہ ہیں بھی تراویح سے اہم ترین۔ لہذا اگر مسنون، آٹھ  
 رکعات تراویح کے بعد بارہ رکعتیں مزید بھی پڑھ کر ضرور بیس ہی کرنا چاہیں تو وہ الگ سے،  
 رات کے کسی بھی حصہ میں، مسجد میں یا گھر جا کر پڑھی جاسکتی ہیں، حالانکہ صحیح تر بات صرف  
 مسنون عدد پر اکتفاء کرنا ہی ہے جیسا کہ تفصیل گزری ہے۔

سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں وزارت امور اسلامیہ کے تحت کام کرنے والے آئمہ  
 مساجد کی غالب اکثریت نماز وتر دو سلاموں سے ہی ادا کرتی ہے، اگرچہ ان آئمہ میں سے پاک  
 و ہند اور بنگلادیش سے آئے ہوئے بکثرت پیش امام فقہ حنفی کے پابند ہوتے ہیں، اسکے باوجود  
 وہ بھی دو سلاموں والے طریقہ سے ہی تین رکعات وتر پڑھاتے ہیں۔ اب یہ کہنا تو مناسب نہ  
 ہوگا کہ اس معاملہ میں وہ اپنے عرب مقتدیوں سے ڈرتے یا انکی خواہش کے مطابق چلتے ہیں، یہ  
 خیال ”حسن ظن“ کے خلاف ہے۔ لہذا یہ کہنا ہی زیادہ مناسب ہے کہ وہ فقہ حنفی کے پابند ہونے  
 کے باوجود تین میں سے دو رکعتیں الگ اور تیسری الگ سلام سے پڑھتے ہیں کیونکہ وہ وسعت  
 ظرفی کی بناء پر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ بھی یقیناً ثابت اور جائز و درست ہے، لہذا انہی کی طرح  
 ہمیں بھی وسیع الظرف ہونے کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور دو سلاموں کے ساتھ نماز وتر پڑھانے  
 والے امام کی اقتداء میں باجماعت نماز وتر ادا کر لینی چاہیے۔ خصوصاً جبکہ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے  
 کہ یہ چاروں امام اور چاروں مذاہب ہی برحق ہیں، اور جب یہ چاروں برحق ہیں تو ایسے موقع پر  
 اُس امام کے پیچھے نماز وتر ادا نہ کر کے آپ نے عملاً اپنے اس دعوے کی گویا تردید کر دی۔ لہذا

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

صحیح و غیبی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ویسے آج الحمد للہ علم کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں میں کل تک نئے ہی ایسے امور مروج تھے جن کا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، اُن میں سے اکثر امور کو پڑھے لکھے لوگ ترک کر چکے ہیں جو انکی دینی بیداری کا ثبوت ہے، اور یہ ایک خوش آئند بات بھی ہے، کیونکہ محض باپ دادا سے سنے سنائے مسائل پر اندھا دھند عمل پیرا رہنا پڑھے لکھے لوگوں کا کام نہیں ہے، یہ تو خالص جہالت کے مترادف ہے۔ لہذا ہم سب کو چاہیے کہ اپنے شب و روز میں سے تھوڑا بہت وقت قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر اور سنتِ رسول ﷺ کو بیان کرنے والی کتب حدیث خصوصاً صحیحین یعنی بخاری و مسلم شریف کے مطالعہ کو بھی دیں جو کہ آج اردو اور انگلش بلکہ دنیا کی ہر زندہ زبان میں میسر ہیں اور اگر زیادہ نہیں تو کم از کم قرآن کریم مترجم اور بلوغ المرام للکحافظ ابن حجر [اردو ترجمہ و حاشیہ مولانا عبدالقادر عابدی] یا مولانا ماضی الرحمن مبارکپوری] تو ضرور ہی پاس رکھنی چاہئیں۔

قرآن و سنت کے مطالعہ سے وسعتِ ظرفی بھی پیدا ہوگی اور ان دونوں کی طرف رجوع ہی، امتِ اسلامیہ کے افراد میں اتحاد و اتفاق کا بھی ضامن ہے۔ وَاللَّهُ اَلْمَوْفِقُ

### نماز تراویح کے بعد دوبارہ جماعت :

سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں بکثرت لوگ نماز تراویح کے بعد پھر دوبارہ باجماعت نوافل (قیام اللیل) ادا کرتے ہیں، انفرادی طور پر تو یہ فعل بڑا ہی کارِ ثواب ہے، البتہ بالالتزام و باجماعت اس کا ثبوت نہیں ملتا، اس سلسلہ میں ہفت روزہ ”الہدایہ“ لاہور کی دو قسطوں میں مولانا عبید اللہ عقیف کا ایک مضمون بلکہ فتویٰ شائع ہوا ہے جسکی افادیت کے پیش نظر ہم اُسے یہاں نقل کر رہے ہیں :

### سوال :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام، محققین اور محدثین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز تراویح کے بعد باجماعت نوافل پڑھانے شریعتِ محمدیہ ﷺ کی رو سے جائز ہیں یا کہ نہیں؟ اگر کوئی عالم دین

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

رمضان المبارک کی راتوں میں اہتمام کے ساتھ باجماعت نوافل پڑھاتا ہے تو کیا وہ نبی ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے؟ کیا وہ بدعت کرتا ہے یا نہیں؟ شریعتِ محمدیہ کی رو سے بدعتی کہلائے گا یا نہیں؟ (سائل: عبدالحفیظ).

### الجواب بعوان الوهاب :

صورتِ مسئلہ میں واضح ہو کہ یہاں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

اول یہ کہ نفل باجماعت ادا کرنا، دوسرے یہ کہ نفل نماز کی جماعت کا اہتمام اور اس پر دوام اور اصرار یعنی خاص وقت یا معین مہینہ میں اس کا خصوصی اہتمام اور اس پر دوام و اصرار۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو یہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ۴/۱۷۱ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ محترمہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا جب تہجد کے لیے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اسی طرح صحیح بخاری ۵/۱۷۱ میں جناب محمود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

ان دونوں احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ نوافل کی جماعت بلا ریب جائز ہے۔ مگر یہ اتفاق امر ہے جس کی صورت مثلاً یہ ہے کہ ایک آدمی نفل نماز پڑھ رہا ہے اتنے میں ایک دوسرا آدمی دیکھتا ہے کہ مولوی صاحب یا حافظ صاحب نفل نماز پڑھ رہے ہیں، وہ بھی شامل ہو جائے تو یہ تو درست ہے۔ لیکن اس کا اہتمام کرنا، اعلانات اور دوسری تشویقات اور ترغیبات کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کر کے نوافل کو باجماعت بالذام ادا کرنا نہ صرف جائز نہیں بلکہ بدعت ہے۔

۴/۱۷۱ صحیح بخاری ص: ۸۷

۵/۱۷۱ ص: ۵۸۰ بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً وَ ذِكْرُهُ اَنَّسٌ وَ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اسی طرح وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے بھی ثابت ہیں۔ صحیح مسلم کے نامور شارح امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے وتر نماز کے بعد یہ دو رکعت نفل جواز ثابت کرنے کیلئے ادا فرمائے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں پر ہمیشگی نہیں فرمائی یعنی یہ آپ ﷺ کی عادتِ مستمرہ نہ تھی۔ ۶۷

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اتفاقی طور پر نوافل باجماعت جائز ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وتر نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھنے بھی جائز ہیں مگر دوام کے ساتھ نہیں بلکہ کبھی کبھار اور بس۔

اب لیجئے مسئلہ کی دوسری شق یعنی اس مطلق جواز کے ہونے پر دوام اور ہمیشگی اور وہ بھی مہینہ اور وقت کی تعیین کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز نفل کی باجماعت تکرار، تو یہ بلاشبہ جائز نہیں بلکہ اس پر دوام اور اصرار شائبہ بدعت سے خالی نہیں۔ کیونکہ یہ تقیّدات مع اہتمام اس مطلق جواز کو بدعت میں بدل دیتے ہیں۔ جیسا کہ نماز چاشت بلا ریب صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہما سے یہ نماز مروی ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی پابندی کی وصیت بھی فرمائی تھی ۷۷ اگر اس وصیت کے باوصف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز چاشت کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت مجاہد تابعی کا اظہار ہے کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد میں داخل ہوئے :

(فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالَسَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا أَنَسٌ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَّوْهُمْ فَقَالَ: بِدْعَةٍ). ۸

”مجاہد کہتے ہیں کہ جب ہم مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہوئے تو جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے

۶۷ شرح صحیح مسلم ج: ۱، وفقہ السنۃ ج: ۱، ص: ۱۶۳۔

۷۷ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ج: ۱، ص: ۱۵۷۔

۸۷ بخاری، باب كُمْ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ج: ۱، ص: ۲۳۸ و صحیح مسلم مع نووی ج: ۱، ص: ۲۰۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

پاس تشریف فرما تھے۔ اور اس وقت کچھ لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے تھے، ہم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی اس نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے۔

جبکہ یہ نماز متعدد اسانید صحیحہ قویہ سے مروی ہے، جیسا کہ بخاری شریف کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے ہیں۔ بایں ہمہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بدعت کیوں کہا ہے؟۔ بدعت اس لیے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت معہد میں اس نماز کو باجماعت ادا کرنے کا دستور نہ تھا۔ جب کہ وہ لوگ اس کو باجماعت ادا کر رہے تھے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(مُرَادُهُ أَنْ إِظْهَارُهَا وَ الْإِجْتِمَاعُ لَهَا بَدْعَةٌ لَا أَنْ صَلَاةَ الصَّحِيحِ

بَدْعَةٌ وَقَدْ سَبَقَتْ الْمَسْئَلَةُ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ) ۹۷۱

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی کہ نماز چاشت کو مسجد میں ظاہر کر کے پڑھنا اور اس کیلئے جماعت اور اجتماع کا اہتمام کرنا بدعت ہے نہ یہ کہ نماز چاشت ہی سرے سے بدعت ہے۔“

امام ابوبکر محمد بن ولید الطرطوشی مالکی لکھتے ہیں:

(وَمَحَلُّهُ عِنْدِي عَلَى أَحَدٍ وَجْهَيْنِ : أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَهَا جَمَاعَةً وَ

إِمَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَهَا مَعًا إِفْدَاذًا عَلَى هَيْئَةِ النَّوَافِلِ فِي أَغْقَابِ

الْفَرَائِضِ). ۱۸۰

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی اس نماز کو یا تو اس لیے بدعت کہا کہ وہ اسے باجماعت پڑھ رہے تھے یا کیلے اکیلے پڑھ رہے تھے مگر اس طرح سے جیسے فرائض کے بعد ایک ہی وقت میں تمام نمازی

حضرات سنن رواتب پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا وظیفہ اپنے اندر بڑے فضائل رکھتا ہے اور مفسرین نے اس کو باقیاتِ صالحات میں شمار کیا ہے۔ خصوصاً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے وظیفہ کو احادیث میں ”افضل ذکر“ قرار دیا گیا ہے، جو اضافہٴ حسنات اور بلندیٴ درجات کا مضبوط ترین ذریعہ ہے۔ مگر اس کے باوصف جب اس وظیفہ کو خاص تقیّدات اور تکلفات و التزامات کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہی وظیفہ ہلاکت اور خسّر ان کا ذریعہ قرار پائے گا، جیسا کہ سنن دارمی میں بسند صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کہ کچھ لوگ کوفہ شہر کی مسجد میں سحری کے وقت حلقہ بنا کر کنکریوں پر سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سوسومرتبہ پڑھ رہے تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا تھا:

(عَدُوا مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيَحْكُمَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم! مَا أَسْرَعَ هَلَكْتُمْ، هُوَ لَاءِ صَحَابَةِ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُونَ وَهَذَا قِيَابَةُ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ تَبَلْ وَ آيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ أَوْ مُفْتِحِي بَابِ ضَلَالَةٍ)۔ ۱۸۱

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنی ان کنکریوں پر اپنے گناہوں کو شمار کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ افسوس ہے تم پر اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم کتنی جلدی ہلاکت میں مبتلا ہو گئے ہو۔ ابھی تو تم میں صحابہٴ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت زندہ موجود ہیں۔ ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں آنے والے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ کیا تم [اتنی جلدی ہی ایسا کر کے] گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟“

۱۸۱۔ مسند دارمی بسند جید۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

اور اسی طرح کے اور بھی بہت سے واقعات منقول ہیں۔ مگر لَعَلَّ فِيهِ كِفَايَةٌ لِمَنْ لَهُ أَدْنَىٰ دِرَايَةٌ۔

اس ساری گفتگو سے ثابت ہوا کہ عبادت اور اطاعت شرع میں جس طرح سے منقول ہو اس کو اسی انداز میں ادا کرنا چاہیے۔ یعنی اس کو اسکی اسی ہیئت پر قائم رکھنا چاہیے جس ہیئت میں منقول ہو۔ اگر اس مطلق عبادت اور نیک عمل کو کسی خاص قید کے ساتھ مقید کیا جائے گا یا اس غیر موقت کو موقت بنایا جائیگا، یعنی کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کیا جائے یا اس غیر معین کو معین کیا جائے گا تو وہ لامحالہ بدعت بن جائے گی۔ چنانچہ یہی وہ نکتہ ہے جس کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز چاشت کی جماعت کو بدعت قرار دیا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حلقہ باندھ کر سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ذکر کو بدعت و گمراہی اور ہلاکت قرار دیا ہے۔

### چند تحقیقات علمیہ :

① حضرت امام ابواسحاق شاطبی غرناطی بدعات کی تعیین اور ان کا رد کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

(وَمِنْهَا التَّزَامُ الْكَيْفِيَّاتِ بِهَيْئَةِ الْأَجْمَاعِ عَلَىٰ صَوْتٍ وَاحِدٍ وَ  
التَّخَاذُ يُومَ وَلَا ذَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدًا وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ وَمِنْهَا التَّزَامُ  
الْعِبَادَاتِ الْمُعَيَّنَةِ فِي أَوْقَاتٍ مُعَيَّنَةٍ لَمْ يُوجَدْ لَهَا ذَلِكَ التَّعْيِينِ  
فِي الشَّرِيعَةِ كَمَا لَتَزَامِ صَوْمِ يَوْمِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ قِيَامِ  
لَيْلَتِهِ). ۱۸۲

”من جملہ بدعات کے یہ بھی بدعت ہے کہ کسی نیک عمل کی ادائیگی کیلئے  
کیفیاتِ مخصوصہ اور بیناتِ معینہ کا التزام کیا جائے، جیسا کہ بیعتِ اجتماع

۱۸۲ کتاب الاعتصام للشاطبی ج: ۱، ص: ۲۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

کے ساتھ ایک آواز میں ذکر کرنا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت باسعادت کو عید منانا وغیرہ۔ اور انہی بدعات میں سے ایک یہ بدعت بھی ہے کہ اوقات خاص کے اندر ایسی عبادات معینہ کا التزام کر لینا جن کی ادائیگی کیلئے شریعت نے وہ اوقات معین نہیں کیے۔ جیسے پندرہ شعبان کا روزہ اور اس کی پندرہویں شب کی عبادت کا التزام کرنا۔

حضرت موصوف ایک دوسرے مقام پر مزید تفصیل کے ساتھ رقم طراز ہیں:

(إِذَا نَدَبَ الشَّرْعُ مَثَلًا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ فَالْتِزَامُ قَوْمِ الْاجْتِمَاعِ عَلَيْهِ عَلَىٰ لِسَانٍ وَاحِدٍ وَبِصَوْتٍ أَوْ فِي وَفِي مَعْلُومٍ مَّخْصُوصٍ عَنْ سَائِرِ الْأَوْقَاتِ لَمْ يَكُنْ فِي نَدَبِ الشَّرْعِ مَا يَدُلُّ عَلَىٰ هَذَا التَّخْصِيسِ الْمُتَلَزِمِ بَلْ فِيهِ مَا يَدُلُّ عَلَىٰ خِلَافِهِ لِأَنَّ التَّزَامَ الْأُمُورِ غَيْرَ الْأَلْزِمَةِ شَرْعًا شَائِهًا أَنْ تَفْهَمَ التَّشْرِيعَ وَخُصُوصًا مَعَ مَنْ يُفْتَدَىٰ بِهِ فِي مَجَامِعِ النَّاسِ كَالْمَسَاجِدِ فَإِنَّهَا إِذَا ظَهَرَتْ هَذَا الْإِظْهَارَ وَوَضَعَتْ فِي الْمَسَاجِدِ كَسَائِرِ الشَّعَائِرِ الَّتِي وَضَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسَاجِدِ وَمَا أَشْبَهَهَا كَالْأَذَانِ وَصَلْوَةِ الْعِيدَيْنِ..... فَهَمُّ مِنْهَا بِلَا شَكِّ أَنَّهَا سُنَنٌ إِذْ لَمْ تَفْهَمْ مِنْهَا الْفَرِيضَةَ..... فَصَارَتْ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ بَدْعًا مَحْدَثَةً بِذَلِكَ) ۱۸۳

”جب شریعت نے کسی چیز کو مندوب قرار دیا ہو، جیسے مثلاً اللہ کا ذکر، اگر ایک قوم اس کا التزام کرے کہ ایک زبان ہو کر ایک ہی آواز سے ذکر کرنے لگ جاتی ہے یا دیگر اوقات کے علاوہ کسی معلوم اور مخصوص وقت کی پابندی کے ساتھ وہ ذکر کرتی ہے، تو شریعت کی ترغیب اس معین تخصیص

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور التزام پر ہرگز دلیل نہ ہوگی، بلکہ شریعت اس کے خلاف ہوگی، کیونکہ جو امور شرعاً لازم نہیں ان کا التزام کرنا دراصل شریعت سازی کا حکم رکھتا ہے۔ [جبکہ شریعت سازی کا حق غیر نبی کو قطعاً حاصل نہیں] بالخصوص جبکہ ان غیر لازم امور کا التزام مساجد کے نامی گرامی آئمہ کرام اپنی مساجد میں شروع کر دیں تو لا محالہ وہ غیر ثابت امور عوام الناس میں کم از کم سنت کا درجہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ لہذا اس جہت سے یہ امور بلاشبہ بدعت قرار پاتے ہیں۔

امام ممدوح ایک تیسرے مقام پر لکھتے ہیں:

(فَإِذَا اجْتَمَعَ فِي النَّافِلَةِ أَنْ تُلْتَمَزَ السُّنَنُ الرُّوَابِ أَمَا دَائِمًا وَأَمَا فِي أَوْقَاتٍ مَحْدُودَةٍ وَعَلَىٰ وَجْهِ مَحْدُودٍ وَأَقِيمَتْ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي تُقَامُ فِيهَا الْفَرَائِضُ أَوْ الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُقَامُ فِيهَا السُّنَنُ الرُّوَابِ فَذَلِكَ إِبْتِدَاعٌ وَالِدَلِيلُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا عَنْ أَصْحَابِهِ وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ فَعَلَىٰ هَذَا الْمَجْمُوعِ هَكَذَا مَجْمُوعًا وَإِنْ أَتَىٰ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تِلْكَ التَّقْيِيدَاتِ فَالتَّقْيِيدُ فِي الْمُطْلَقَاتِ الَّتِي لَمْ يَنْبُتْ بِدَلِيلِ الشَّرْعِ تَقْيِيدُهَا رَأَىٰ فِي الشَّرْعِ فَكَيْفَ إِذَا عَارَضَهُ الدَّلِيلُ وَهُوَ الْأَمْرُ بِإِخْفَاءِ النَّوَافِلِ مَثَلًا. ۱۸۴)

”جب کوئی نفل نماز سنن رواتب [سنن مؤکدہ] کے التزام کے ساتھ ہمیشہ کیلئے یا محدود اوقات میں ان مساجد اور مقامات میں باجماعت پڑھی جائے گی، جہاں فرائض اور سنن رواتب ادا کی جاتی ہوں تو یہ نماز بدعت

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہوگی۔ کیونکہ ایسی نماز نہ تو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے منقول ہے۔ اور مطلق عبادات میں اپنی طرف سے قیود لگانا دراصل از خود شریعت میں تصرف کرنے کے مترادف ہے۔ یہ حکم تو اس صورت میں ہے جبکہ اس خاص نماز کے خلاف شرعی دلیل موجود نہ ہو لیکن یہاں تو اس طرح کی از خود تیار کردہ نماز کے خلاف شرعی دلیل بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوافل کو چھپا کر پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ لہذا اس صورت میں یہ نماز بالاولیٰ بدعت قرار پاتی ہے۔

② امام ابن دینق العید رحمہ اللہ تصریح فرماتے ہیں:

(إِنَّ هَذَا الْخُصُوصِيَّاتِ بِالْوَقْتِ أَوْ بِالْحَالِ وَالْهَيْئَةِ وَالْفِعْلِ الْمَخْصُوصِ يَحْتَاجُ إِلَى دَلِيلٍ خَاصٍ يَقْتَضِي اسْتِحْبَابَهُ بِخُصُوصِهِ وَهَذَا أَقْرَبُ). ۱۸۵

”یعنی کسی عمل کو کسی خاص وقت یا خاص حالت اور ہیئت کی پابندی کے ساتھ کرنا یا کسی بھی مخصوص فعل کی ادائیگی ایسی شرعی دلیل کی محتاج ہے جو علی الخصوص اس کے استحباب پر دلالت کرتی ہو [ورنہ وہ عمل شرعاً جائز نہ ہوگا بلکہ بدعت ہوگا] اور یہی حکم اقرب الی الصواب ہے۔“

امام موصوف روافض کی عید غدیر کی تردید کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

(وَقَرِيبٌ مِنْ ذَلِكَ أَنْ تَكُونَ الْعِبَادَةُ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ مُرْقَبَةً عَلَى وَجْهِ مَخْصُوصٍ فَيُرِيدُ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يُحَدِّثَ فِيهَا أَمْرًا آخَرَ لَمْ يَرِدْ بِهِ الشَّرْعُ زَاعِمًا أَنَّهُ يَدْرُجُ تَحْتَ عُمُومِهِ فَهَذَا لَا يَسْتَقِيمُ لِأَنَّ الْغَالِبَ عَلَى الْعِبَادَاتِ التَّعْبُدُ وَمَا خَدَّهَا

۱۸۵ احکام الأحكام لابن دینق العید: ۱، ص: ۱۷۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

التَّوْقِيفُ)۔ ۱۸۶۔

”اسی کے قریب یہ بات بھی ہے کہ کوئی عبادت شریعت میں کسی خاص طریقہ پر ثابت ہو، اور کوئی شخص اس میں کوئی غیر شرعی چیز شامل کر کے تبدیل کر دے اور یہ خیال کرے کہ یہ چیز اس عبادت کے عموم میں داخل ہے تو اس کا یہ خیال درست اور صحیح ہرگز نہیں ہوگا، کیونکہ عبادت میں تعبدی طریقہ غالب ہے اور اس کا ماخذ [رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ] سے [اطلاع پائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا]۔“

③ مجید دوقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں:

(وَمِنْهَا التَّشَدُّدُ وَحَقِيقَتُهُ اِخْتِيَارَاتُ عِبَادَاتٍ شَائِقَةٍ لَمْ يَأْمُرْ بِهَا الشَّارِعُ كَدَوَامِ الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ وَالتَّبَتُّلِ وَتَرْكِ التَّزْوِجِ وَأَنْ يَلْتَزِمَ السُّنَنَ وَالْآدَابَ كَالْتِزَامِ الْوَاجِبَاتِ ..... فَإِذَا كَانَ هَذَا الْمُتَعَمِّقُ وَالْمُتَشَدِّدُ مُعَلِّمٌ قَوْمٌ وَرَأَيْسُهُمْ ظَنُّوا أَنَّ هَذَا أَمْرُ الشَّرْعِ وَرِضَاهُ وَهَذَا أَدَاءُ رَهْبَانِ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى)۔ ۱۸۷۔

”دین میں تحریف کے جہاں اور اسباب بھی ہیں، وہاں ان میں سے ایک یہ سبب بھی ہے کہ دین میں تشدد اختیار کیا جائے۔ اور تشدد کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی مشکل عبادت کو اختیار کر لیا جائے، جن کے متعلق شارع نے کوئی حکم نہیں دیا۔ مثلاً کوئی شخص دوامی طور پر روزہ رکھے، قیام کرے، تخلیہ میں بیٹھا رہے اور نکاح کرنے سے گریز کرے۔ اور مثلاً یہ کہ سنتوں اور مستحبات کا ایسا التزام کرے جیسا کہ واجبات کیلئے کیا جاتا ہے [تو اس کا ایسا کرنا راہبان یہود و

۱۸۶۔ احکام الاحکام ج: ۲، ص: ۱۷۲۔

۱۸۷۔ حجة الله البالغة، باب احکام الدين من التحريف ج: ۱، ص: ۴۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

نصاری کی ادا یعنی تحریف دین کا دروازہ کھولنا ہے [جب کوئی متعمق اور متشدد شخص خیر سے کسی قوم کا استاذ یا سردار بھی ہو تو پھر لامحالہ وہ قوم یہ خیال کر لیتی ہے کہ ان کے استاذ یا سردار کا یہ عمل شرع کا حکم اور اس کا پسندیدہ امر ہے۔ اور یہی بیماری تھی یہودیوں اور نصاریٰ کے صوفیوں میں۔“

آگے فرمایا: ”اسی کا نتیجہ بدیہ نکلا کہ شریعت موسوی و عیسوی تحریف کا ملغوبہ بن کر رہ گئی اور تورات و انجیل اپنے حقیقی وجود کو کھو بیٹھیں۔ یہی وجہ ہے کہ قانون الہی نے انسانوں کو ان کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑا۔ عبادات و معاملات بلکہ یہاں تک کہ حکومت اور سلطنت کے احکام میں بھی پابند کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی اہواء و خواہشات کے حصول میں دین کا حلیہ نہ بگاڑ بیٹھیں“

④ علامہ ابن خلدون [التوفی 808ھ] اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

(فَجَاءَتِ الشَّرَائِعُ بِحَمْلِهِمْ عَلَىٰ ذَٰلِكَ فَبِجَمِيعِ اَحْوَالِهِمْ مِنْ عِبَادَةٍ اَوْ مَعَامَلَةٍ حَتَّىٰ فِي الْمُلْكِ الَّذِي هُوَ الطَّبِيعِيُّ لِلاِجْتِمَاعِ الْاِنْسَانِي فَاجْرَتُهُ عَلَىٰ مِنْهَاجِ الدِّينِ لِيَكُونَ الْكُلُّ مَحْطًا بِنَظْرِ الشَّارِعِ) . ١٨٨

”شرائع اسلامیہ اسی لیے تو آئی ہیں کہ لوگوں کو تمام احوال میں خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات حتیٰ کہ ملکی انتظام جو لوگوں کے اجتماع کا ایک طبعی امر ہے، دین پر ہی قائم رہنے کی تلقین کریں، تاکہ ان کے تمام معاملات شارع کی نگرانی میں تکمیل پائیں۔“

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، امام ابو بکر محمد بن ولید طروش مالکی، امام ابن دقیق العید، امام شاہ ولی اللہ

١٨٨ مقدمة ابن خلدون ص: ١٩٠ و منهاج الواضح ص: ١٢١ -

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

محدث دہلوی اور علامہ عبدالرحمن بن خلدون کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوا کہ شریعت نے جن عبادات اور طاعات کو مطلق چھوڑا ہے، ان میں اپنی طرف سے قیود لگانا یا ان کی کیفیت اور ہیئت کو بدل دینا یا ان کو اوقات معینہ کے ساتھ معین کر دینا گویا دین کو بدل دینا ہے، اور اسی کا نام تحریف دین ہے، جو کہ گمراہی کے ساتھ ساتھ بدترین بدعت بھی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت شدہ عبادات اور طاعات میں اپنی طرف سے قیود عائد کرنے اور ان کی ہیئت کو تبدیل کرنے کو بدعت شمار کرتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز چاشت کی جماعت کو بدعت کہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مخصوص انداز میں وظیفہ پڑھنے والوں کو ڈانٹ پلاتے ہوئے ان کے اس مخصوص کیفیت والے وظیفہ کو گمراہی اور موجب ہلاکت قرار دیا تھا۔

لہذا ثابت ہوا کہ پڑھی ہوئی نماز کی باجماعت تکرار اور اس پر دوام اور اصرار اور پھر اس کا اہتمام درست نہیں کہ یہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ یہ سبیل المؤمنین ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں تک (( شَدَّ مِعْزَرَةَ وَ أَحْيَىٰ لَيْلَهُ وَ أَيَقِظَ أَهْلَهُ )) یعنی ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، شب زندہ داری کرتے اور گھر والوں کو جگاتے تھے“، پر عمل کا سوال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت رکعات کی بجائے قرآن پاک بکثرت پڑھا جائے یعنی قراءت زیادہ کی جائے۔ جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ تیسری رات نماز تراویح سے ہم اُس وقت فارغ ہوئے کہ سحری فوت ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ ۱۸۹۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

(إِنْ أَطَالُوا الْقِيَامَ وَ أَقَلُّوا السُّجُودَ فَحَسَنٌ وَ إِنْ أَكْثَرُوا السُّجُودَ وَ أَقَلُّوا الْقِرَاءَةَ وَ الْأَوَّلُ أَحَبُّ إِلَيَّ) ۱۹۰۔

۱۸۹۔ ملاحظہ ہو: سنن ابی داؤد اور مشکوٰۃ، کتاب الصیام۔ حتّٰیٰ غَشِيْنَا الْفَلَاحَ وَ مَعْنَى الْفَلَاحِ السُّحُورُ - ۱۹۰ فتح الباری شرح صحیح البخاری بتعلیقات و مراجعہ الشیخ ابن باز ج: ۴، ص: ۳۵۳

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”اگر لوگ رکعات کم پڑھیں اور قراءت لمبی کریں تو یہ اچھا ہے اور اگر رکعات بڑھالیں اور قراءت کم کر لیں [تو یہ بھی ٹھیک ہے] لیکن پہلی صورت یعنی رکعات کم اور قرآن زیادہ پڑھا جائے تو یہ صورت مجھے زیادہ محبوب ہے“۔

### فیصلہ:

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں اُن مولانا صاحب کا نماز تراویح کے بعد دوبارہ نوافل کی جماعت کرنا، اس کا اہتمام کرنا، اس کیلئے لوگوں کو تیار کرنا اور اس پر اصرار کرنا سرِ خلافِ سنت ہے اور سبیل المؤمنین کے خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، فقہاء و محدثین اور دوسرے آئمہ دین رحمہم اللہ سے ایسا تکلف اور اہتمام ہرگز ثابت نہیں۔ اُن صاحب کا یہ عمل بدعت ہے۔ اور انہیں اس سے باز آجانا چاہیئے۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ - ۱۹۱

مولانا عبید اللہ صاحب عقیف کا یہ فتویٰ بڑے گرانقدر علمی و اصولی مباحث پر مشتمل ہے اور نماز تراویح کی دوبارہ جماعت کرانے والوں کیلئے اسمیں بصائر و وعبر کا بحر بیکراں کوزے میں بند ہے۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ .

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین .

ترجمان سپریم کورٹ، انخبر .

وداعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد

الدام، انخبر، الظہر ان. (سعودی عرب)

۱۹۱ ہفت روزہ الحدیث لاہور جلد: ۲۰، شمارہ: ۲۱، ۲۰، ۱۳، ۲۰، شوال ۱۴۰۹ھ، ۱۹، ۲۶، مئی ۱۹۸۹ء فتویٰ از قلم شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ عقیف۔ لاہور۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

## مصادر و مراجع

- 1 القرآن الکریم . زاد المعاد، علّامہ ابن القیم .
- 2 الاجماع لابن المنذر . السنن الکبریٰ، امام بیہقی .
- 3 اوجز المسالك، مولانا محمد زکریا کاندھلوی . السراج الوتاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج،
- 4 الاشباہ والنظائر، محموی . علّامہ نواب صدیق حسن خان .
- 5 انارة المصابيح لاداء صلوة التراویح علّامہ حافظ محمد شرح مسلم نووی .
- 6 ابراهيم ميرسياكولتي . شرح موطأ الزرقاني .
- 7 احكام الاحكام، ابن دقيق العيد . شرح كنز لابى السعود .
- 8 بلوغ الامانى شرح الفتح الربانى احمد عبدالرحمن البتاء . شرح معانى الآثار، امام طحاوى .
- 9 بل الغمام حاشيه شفاء الاوام، للشوكاني . صحيح بخارى مع الفتح، امام بخارى .
- 10 البحر الرائق، ابن حجر . صحيح مسلم مع نووى، امام مسلم .
- 11 تحفة الاحوذى، علّامہ مبارکپوری . صحيح الجامع الصغير، لئلا لباني .
- 12 تهذيب التهذيب، حافظ ابن حجر . صحيح ترمذی، لئلا لباني .
- 13 التعليق الممجد، مولانا عبدالحی کھنوی . صحيح ابوداؤد، لئلا لباني .
- 14 تحفة الاخيار، مولانا عبدالحی کھنوی . صحيح نسائي، لئلا لباني .
- 15 الحق الصريح للقاتبي . صحيح امام ابن حبان ترتيب الفاسي .
- 16 حجة الله البالغة، شاه ولی اللہ محدث دہلوی . صحيح ابن خزيمة تحقيق ڈاکٹر مصطفی الاعظمی .
- 17 دّر المختار، علّامہ طحاوی . صلوة التراويح، لئلا لباني .
- 18 رياض الصالحين، امام نووی . العرف الشذی، علّامہ نور شاہ کشمیری .
- 19 رد المختار، علّامہ شامی . عمدة القاری، علّامہ عینی .
- 20 عمدة الرعاية على شرح الوقاية، مولانا عبدالحی کھنوی . لطائف قاسمیه، مولانا محمد قاسم نانوتوی .
- 21 عين الهداية، مولانا عبدالحی کھنوی . المفاتيح لاسرار التراويح، امام سيوطي .
- 22 الفتح الرباني ترتيب و شرح مسند احمد الشيباني للبتاء . مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، ابوالسعود .
- فتح الباري شرح صحيح بخارى ابن حجر العسقلاني . مصنفی شرح موطأ شاه ولی اللہ محدث دہلوی .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- 45 فقہ السنہ سید سابق .  
 46 الفقہ علی المذاہب الاربعہ للجزیری .  
 47 فتاویٰ الصیام، ابن باز .  
 48 فیض الباری، علامہ نور شاہ کشمیری .  
 49 فتح المہم، علامہ شبیر احمد عثمانی .  
 50 فتح القدیر شرح ہدایہ، علامہ ابن الہمام .  
 51 فتاویٰ شرنبلالی، علامہ شرنبلالی .  
 52 فتاویٰ علمائے حدیث، مولانا علی محمد سعیدی .  
 53 فتح سر المثنان فی تائید مذہب النعمان، نانوتوی .  
 54 قبولیت عمل کی شرائط، ابوعدنان محمد منیر قمر .  
 55 حاشیہ کنز، مولانا نانوتوی .  
 56 کتاب الحوادث والبدع، للطرطوشی .  
 57 کتاب الاعتصام، امام شاطبی .  
 58 کشف الستر، علامہ نور شاہ کشمیری .
- 69 مسند دارمی، امام دارمی .  
 60 مختصر قیام اللیل للمروزی امام ترمذی .  
 61 موطأ امام محمد .  
 62 ما ثبت بالنسب، شیخ عبدالحق دہلوی .  
 63 المرعاة شرح مشکوٰۃ، علامہ عبید اللہ رحمانی .  
 64 مجمع الزوائد، امام بیہقی .  
 65 مدارج النبوة، شیخ عبدالحق دہلوی .  
 66 مسک الختام، نواب صدیق حسن خان .  
 67 المرقاة، ملا علی قاری .  
 68 نصب الرایہ، علامہ زیلعی .  
 69 نماز تراویح، مولانا کریم الدین سلفی،  
 ضمیمہ: ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری .  
 70 الہدایہ، علامہ مرغینانی .

### جرائد و مجلات

- (71)1- ہفت روزہ الہمدیث، لاہور .  
 (72)2- ماہنامہ الفرقان، بریلی .

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

# توحید پبلیکیشنز کا پیغام امت مسلمہ کے نام

☆ مذہبی تعصب، مسلکی عناد اور فرقہ داریت قوم کیلئے زہر ہیں، ان سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنت صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆ قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دور حاضر کے علماء و فقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ دعوت و تبلیغ دین میں حکمت عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال و حرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو توند نہ کزور کر دیں۔

☆ جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تقابلاً کریں۔

☆ اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو ”توحید پبلیکیشنز“ کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اس کا تعاون کیجیے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرز فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

إِنْ شَاءَ اللَّهُ

## NAMA'AZ E TARAWEEH

SAUDI ULEMA KE FATAWA

AUR

HARAMAIN SHARIFEAIN MEIN TARAWEEH

(TADATE RAK'AT IZALA E SUBHAT)

URDU

15



Published By:

توحید پبلیکیشنز

TAWHEED PUBLICATIONS

#43, S.R.K. Garden, BANGALORE-560 041

Email: tawheed\_pbs@hotmail.com